ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

6 جمادی الاوّل 1427ھ / جون 2006ء

اسلام ہمارے دیس میں

مروجہ محافل قرأت اور مظلوم قرآن

انڈونیشیا میں قادیانیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیسے ہوا؟

نورِ ہدایت

القرآن

''آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) مَیں غائب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں مَیں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (اللہ کی طرف سے) آتا ہے، کہہ دیجئے کہ بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہوتے ہیں؟ پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟''

(سورۃ الانعام، آیت ۵۰)

الحدیث

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول اور دستور تھا کہ جب کوئی کھانے کی چیز آپ ﷺ کے پاس لاتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں دریافت فرماتے کہ: یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟...... اگر آپ ﷺ کو بتایا جاتا کہ یہ صدقہ ہے' تو آپ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے (یعنی ان اصحاب رضی اللہ عنہم سے جن کے صدقہ کھانے میں کوئی مضائقہ نہ ہوتا جیسے کہ اصحاب صُفّہ رضی اللہ عنہم) فرمادیتے کہ تم لوگ کھاؤ اور خود ان سے نہ کھاتے اور اگر آپ ﷺ کو بتایا جاتا کہ یہ کھانا ہدیہ ہے آپ ﷺ بھی اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے اور ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کے کھانے میں شرکت فرماتے۔'' (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

الآثار

''دینی عقائد، افکار اور تصورات سے محروم لوگ جب اپنی بقا کی جنگ لڑتے ہیں تو اُن کے سامنے نہ تو کوئی شخصی معیار ہوتا ہے اور نہ ہی فکری اساس و روایت بلکہ وہ اپنے معروضی حالات کے پیش نظر ذاتی جستجو اور انفرادی عقل کو اجتماعی شعور میں متشکل کرتے اور جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں۔ ایسے افراد ہر قوم و ملک کی تاریخ کا حصہ ہیں لیکن دین اسلام کے نزول اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہ تصور ہمیشہ کے لیے باطل قرار دیا گیا۔ خصوصاً آپ کی ۲۳ برس کی زبردست دینی انقلابی جدوجہد کے نتیجے میں ایک ایسے معاشرے کا قیام کہ جس کو اللہ نے مُتّقُون، مُفلِحُون رَاشِدُون اور فَائِزُون کے محترم ناموں سے یاد کیا ہو اور جن پر رضی اللہ عنہم کی رداءِ رضا ڈال دی ہو...... یعنی اللہ کا پسندیدہ دین اپنی تمام مادی و روحانی صفات سمیت انسانی سماج کی صورت میں عروج پر پہنچ چکا ہو۔ اس کے بعد کوئی سی انفرادی فکر اور کوئی دوسرا شخصی معیار قائم کرنے کی دُھن یقیناً جہالت ہے۔ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ سیاسی و اجتماعی تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات مزید واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی زوال آیا اس کا سبب یہی انفرادی فکر اور ذاتی تشخص کا روگ ہے۔''

(ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 17 شمارہ 6 جمادی الاوّل 1427ھ جون 2006ء
Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد
سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاءِ فکر
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
محمد الیاس میراں پوری
i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

تشکیل

دل کی بات:	آپ ہی اداؤں پہ ذرا غور کریں	مدیر	02
انتخاب:	''اطاعت گزار'' کتے	فیض احمد فیض	04
دین و دانش:	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	05
//	درسِ حدیث	یحییٰ نعمانی	08
افکار:	عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی شہادت	سید محمد معاویہ بخاری	12
//	نظم	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	17
//	اسلام ہمارے دیس میں	سید عطاء المحسن بخاریؒ	18
//	ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال (دوسری قسط)	مفتی جمیل احمد نذیری	20
//	مروجہ محافل قرأت اور مظلوم قرآن	قاری مجیب الرحمٰن	29
نقد و نظر:	اسلام کا مطلوب اسٹیٹ بھی ہے	مہدی معاویہ	33
//	بھولی بھکارن بتک کدے میں	خانہ بدوش	40
ردّ قادیانیت:	انڈونیشیا میں قادیانیوں پر عرصہ حیات تنگ کیسے ہوا؟	عبداللہ منتظر	42
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	45
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	محمد اسحاق ظفر	46
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	49
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	51

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک 150 روپے
بیرون ملک 1000 روپے
فی شمارہ 15 روپے

ترسیل زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت
اکاؤنٹ نمبر 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان   مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان   ناشر: سید محمد کفیل بخاری   طابع: تشکیل نو پرنٹرز
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)
☎061-4511961

دل کی بات

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

جنرل پرویز مشرف نے ۲۶؍مئی کو اسلام آباد میں اے پی این ایس کی ایوارڈ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہم ہر روز ایٹم بم اور میزائل بنارہے ہیں۔ آئین کی خلاف ورزی نہیں کروں گا، الیکشن ۲۰۰۷ء میں ہوں گے، مہنگائی میں اضافہ ہماری ناکامی ہے، میں ضیاء الحق ہوں نہ ایوب، بے نظیر تو میں ہو ہی نہیں سکتا، میں سید ہوں، صرف اللہ سے ڈرتا ہوں۔'' (''خبریں''۔ ۲۷؍مئی ۲۰۰۶ء)

جنابِ صدر نے ایک ہی سانس میں اتنی ساری باتیں کہہ دی ہیں۔ اے کاش! وہ خود ہی غور فرمائیں کہ ان میں کتنی باتیں سچی ہیں اور کتنی جھوٹی۔ اس گفتگو کو پڑھ کر ذہن میں بے شمار سوالات ابھر رہے ہیں۔

☆ آپ جو روز ایٹم بم اور میزائل بنارہے ہیں، وہ کہاں ہیں اور کس کے لیے ہیں؟

☆ پاکستان کو ایٹم بم دینے والا محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کہاں اور کس حال میں ہے؟

☆ ڈاکٹر عبدالقدیر کو کس ''قومی جرم'' کی پاداش میں حبسِ بے جا میں رکھا گیا ہے کہ اُن سے بیوی بچے بھی نہیں مل سکتے؟ کیا قومی ہیرو اسی سلوک کے مستحق ہوتے ہیں؟

☆ آپ نے جس طرح اقتدار پر قبضہ کیا، وہ آئین کی کونسی دفعہ کے تحت تھا؟

☆ کیا ۲۰۰۷ء کے انتخابات کے نتائج بھی تیار کر لیے گئے ہیں؟

☆ مہنگائی میں اضافہ اگر آپ کی حکومت کی ناکامی ہے تو پھر کامیابی کس کی ہے؟

☆ یقیناً آپ ضیاء الحق، ایوب اور بے نظیر نہیں، سید ہوں گے لیکن اللہ سے ڈرنے والی بات سچ ہے؟

جنابِ صدر! آپ ہوائی فائر کر کے اپنی ناکامیوں سے قوم کی توجہ ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے ایٹمی اثاثے عالمی استعمار اور غنڈوں کی نگرانی میں آ کر غیر محفوظ ہو گئے ہیں۔ ہمارے میزائلوں کا رخ دشمن کی بجائے وانا، وزیرستان اور بلوچستان میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی طرف ہو گیا ہے۔ ایک سول حکومت کو بزورِ قوت تاخت و تاراج کر کے آئین معطل کر کے اور اُسے بازیچۂ اطفال بنا کر باقی بچا ہی کیا ہے جس کی آپ خلاف ورزی کریں گے۔ انتخابات ۲۰۰۷ء میں ہو بھی جائیں تو آپ کو کیا فرق پڑتا ہے کہ یہاں تو انتخابات بعد میں ہوتے ہیں اور نتائج پہلے تیار ہوتے ہیں۔ نیب زدہ اور پولیس کو مطلوب سیاسی مجرموں کی فوج ظفر موج پہلے ہی آپ پر دل و جان سے فدا ہے اور آپ کی خواہش تکمیل کے لیے موجودہ اسمبلیوں کے ذریعے آپ کو مزید پانچ سال کے لیے صدر منتخب کرنے کے لیے بے تاب ہے۔ مہنگائی میں اضافے پر ناکامی کا اعتراف تو آپ نے محض تفننِ طبع کے لیے کیا ہے۔ ورنہ اس کی زد میں تو صرف عوام ہی آتے ہیں۔

جو کچھ ضیاء الحق، ایوب خان اور بے نظیر و نواز شریف نہ کر سکے، وہ آپ نے کر دکھایا۔ کیا اللہ سے ڈرنے والے یہی کچھ کرتے ہیں جو آپ نے چھ سالہ دورِ حکومت میں کیا۔ افغانستان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ، اپنے بھائیوں کے قتل میں

علانیہ معاونت، ملک کے اسلامی تشخص کا خاتمہ، دین بیزاری اور فحاشی وعریانی کا فروغ، آزادی اظہار کے نام پر قرآن وسنت کے اٹل احکامات پر بحث وتمحیص، تنقید اور انہیں تبدیل کرنے کی مسلسل کوشش، پردہ، داڑھی، مصلیٰ اور نماز کا تمسخر، اخلاقی قدروں کی پامالی وغیرہ یقیناً یہ باتیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی غماز نہیں بلکہ اُس کے غضب کو (نعوذ باللہ) للکارنے والی ہیں۔ آپ وردی کی حفاظت میں یہ سب کچھ کرگزرے ہیں اور کررہے ہیں لیکن تا کجے.....!

جنابِ صدر نے پی ٹی وی کو اپنے ایک فیملی انٹرویو میں فرمایا:

''میں نے پاکستان کو ڈوبنے سے بچایا، اسے اوپر لے گیا، خوش حال مستقبل کی بنیاد رکھی کہ تاریخ میں اسی حوالے سے یاد کیا جاؤں۔''

آپ نے جس امریکہ خوشنودی اور تعمیل ارشاد میں یہ سب کچھ کیا' اس نے پاکستان کو دنیا کی نویں ناکام ترین ریاست قرار دے دیا۔ فرمائیے! اس میڈل کو سینے پہ سجا کے آپ تاریخ میں کس نام سے یاد کیے جائیں گے؟

ملک ڈوب رہا ہے، بدحالی اور معاشی بحران کے منحوس سائے فضا پر منڈلا رہے ہیں اور ریاستی ادارے تباہ ہوچکے ہیں۔ عدل وانصاف قتل ہوچکے ہیں، عوام مہنگائی، بے روزگاری اور یہودی معاشی شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ دین دار معتوب، مجبور اور بے بس ہیں جبکہ ہر بے دین کو کھلی چھٹی اور مکمل آزادی ہے۔ حالت تو یہ ہے کہ جرمنی کے ایک گستاخ رسول صحافی پر حملہ زن ہونے والے عاشقِ رسول عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہید کے بارے میں حکومتِ پاکستان نے جرمن حکومت سے احتجاج تک نہیں کیا۔ عامر شہید کا جنازہ زبردستی اس کے گاؤں میں پڑھوا کر اس کی جبری تدفین کی گئی۔ عامر کی شہادت کو خودکشی کے حرام عمل سے منسوب کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن......

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اُن کے نام پر

کے مصداق اللہ تعالیٰ نے عامر چیمہ شہید کو سرخرو کیا۔ اُس کے والدین اور بہنوں کو صبر کی نعمت سے نوازا اور اس عاشقِ صادق کا جنازہ کیا اٹھا کہ اک جہان اس کے استقبال اور دعائے مغفرت کے لیے امڈ آیا۔ یقیناً اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے آسمان سے فرشتوں کی جماعتیں قطار اندر قطار اتری ہوں گی۔ عامر زندۂ جاوید ہوگیا۔ عامر' امر ہوگیا لیکن عامر کے قتل کو چھپانے والے' اُس کی جرأت وشجاعت پر شرمندہ ہونے والے حکمران آخرت میں بھی شرمندہ ہی ہوں گے۔ حال ہی میں ایف آئی اے کی تحقیقاتی ٹیم نے سینٹ کمیٹی کو رپورٹ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ:

''عامر کی شہ رگ کاٹ کر اُسے قتل کیا گیا اور اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔''

اس رپورٹ کے بعد بھی حکومت پاکستان نے جرمن حکومت سے کوئی احتجاج نہیں کیا۔

جنابِ صدر! آپ نے خوشحال مستقبل، شفاف انتخابات، آئین کی عملداری، مہنگائی کے خاتمے اور اللہ سے ڈرنے کی جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہ سمجھ سے بالاتر ہیں یا تو آپ ہوش میں نہیں یا پھر دھوکہ دے رہے ہیں:

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

میں کتوں سے محبت کرتا ہوں I AM A DOG LOVER

پاکستانی کتے ضرورت سے زیادہ اطاعت گزار ہوتے ہیں: صدر پرویز

لاہور (این این آئی، ریڈیو رپورٹ) لاہور میں یونیورسٹی آف ویٹرنری سائنسز کے پہلے سالانہ کانووکیشن سے خطاب کرتے ہوئے صدر پرویز نے کہا کہ میں نے زلزلہ سے متاثرہ علاقے میں آنے والے غیر ملکی کتوں سے پاکستانی کتوں کا موازنہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ہمارے کتے انتہائی حد تک دبے دبے یا اطاعت گزار رہتے ہیں۔ وہ سر جھکا کر تکلیف کے عالم میں بیٹھ جاتے ہیں جبکہ غیر ملکی کتے نہ صرف چوکنے نظر آئے ہیں بلکہ ہوشیاری سے اِدھر اُدھر دیکھتے نظر آئے۔ صدر پاکستان نے کہا کہ کتے بھی جاندار ہیں۔ انسان کی طرح ان کا بھی ذہن ہوتا ہے۔ ان کی نفسیات ہوتی ہے۔ وہ برے سلوک سے متاثر ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ہمارے کتوں کے ٹریز انہیں مارتے ہیں۔ ہم جانور دوست قوم نہیں۔ صدر پاکستان نے کہا کہ میں کتوں سے محبت کرتا ہوں اور جب کہیں جاتا ہوں تو کتے بھی ساتھ ہوتے ہیں جو کسی بھی ناپسندیدہ عمل پر نظر رکھتے ہیں۔ کاروں اور گاڑیوں کو سونگھتے ہیں اور نگرانی کا کام کرتے ہیں۔ (روزنامہ ''خبریں'' ملتان۔ ۱۴؍مئی ۲۰۰۶ء)

صدر پرویز کے اس خطاب کو پڑھ کر معروف ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض کی یہ نظم بے ساختہ یاد آ گئی۔

کُتے

یہ گلیوں کے آوارہ بے کار کتے
کہ بخشا گیا جن کو ذوقِ گدائی
زمانے کی پھٹکار سرمایہ اُن کا
جہاں بھر کی دھتکار ان کی کمائی

نہ آرام شب کو، نہ راحت سویرے
غلاظت میں گھر، نالیوں میں بسیرے
جو بگڑیں تو اک دوسرے سے لڑا دو
ذرا ایک روٹی کا ٹکڑا دکھا دو
یہ ہر ایک کی ٹھوکریں کھانے والے
یہ فاقوں سے اُکتا کے مر جانے والے

یہ مظلوم مخلوق گر سر اُٹھائے
تو انسان سب سرکشی بھول جائے
یہ چاہیں تو دنیا کو اپنا بنا لیں
یہ آقاؤں کی ہڈیاں تک چبا لیں
کوئی ان کو احساسِ ذلت دلا دے
کوئی اِن کی سوئی ہوئی دُم ہلا دے

فیض احمد فیض

(نسخہ ہائے وفا: ۸۰۔ نقش فریادی: ۷۲)

درسِ قرآن (دوسری وآخری قسط)

محمد احمد حافظ

اللہ ورسول (ﷺ) کی اطاعت کرو

یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْ ءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤمِنُوْنَ بِااللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء:۵۹)

’’اے ایمان والو!حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر تمہارا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یومِ آخرت پر۔یہی بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔‘‘

ہوائے نفس کی متابعت:

پچھلے درس میں ایک حدیث مبارکہ بیان کی گئی تھی کہ ’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا حب تک اس کی ’’ہوائے نفس‘‘ میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہوجائے‘‘......’’ہوائے نفس کا معاملہ بہت خاص ہے۔ نفس کی خواہشیں، چاہتیں اور میلانات نہایت متنوع ہوتے ہیں اور اکثر انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکا دیتے ہیں۔خیر شر معرکہ آرائی میں ایک اہم عنصر ’’ہوائے نفس‘‘ بھی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ ’’ہوائے نفس‘‘ کو آزاد اور کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ خیر کی طرف کم اور شر کی طرف زیادہ بھاگتی ہے۔آج جو اس دنیا میں مغربی تہذیب کی جلوہ آرائی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں کو نفسانی خوااہشات کا اسیر بنا دیا گیا۔آج کے جدید انسان کو پڑھایا گیا ہے کہ وہ لبرٹی حاصل کرے،یعنی مذہب اور معاشرے کی طرف سے عائد اخلاقی و روحانی حدود و قیود کو خیر باد کہہ کر ایک لبرل انسان کی حیثیت سے اپنی زندگی گزارے۔لبرل انسان فلسفۂ جدید کی روشنی میں وہ کہلاتا ہے جو اپنی خواہشِ نفس پر عمل کرنے میں آزاد ہو۔اس پر کسی مذہب یا معاشرے کی پابندی اور حد بندی نہ ہو۔اور من چاہی زندگی گزار سکے،یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اس معاملے کو خاص انداز میں لیا گیا ہے متعدد مقامات پر خواہشاتِ نفس کی پیروی کی ممانعت تاکید کے ساتھ کی گئی ہے اور خوااہش نفس کی پیروی کو گمراہی و بربادی قرار دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوَاہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ (القصص:۵۰)

’’اور اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کرے۔‘‘

قرآن مجید میں اس شخص کی پیروی اور اطاعت سے بھی منع کیا گیا ہے جس نے خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہو،ارشاد ہے:

وَلَاتُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَاقَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَ اتَّبَعَ ھَوَاہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا (الکہف:۲۸)

''اورتم اس شخص کی اطاعت نہ کروجس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش نفس کے پیچھے ہولیا اوراس کا معاملہ حد سے گزر گیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں شر وفساد کی ایک بڑی وجہ انسانی خواہشات کی پیروی ہے۔عام لوگ تو اپنی جہالت وکم عقلی کے سبب خواہشاتِ نفسانیہ کی تکمیل میں ہمہ تن مشغول ہیں۔لیکن بہت سے علم وعمل کے دعوے دار بھی مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے حل کے لیے قرآن وحدیث سے رہنمائی لینے کی بجائے اپنی محدود عقل پر بھروسہ کرتے ہوئے ایسے ایسے افکار ظاہر کرنے لگے ہیں جو قرآن وسنت کی بے غبار تعلیمات سے قطعاً لگا ؤ نہیں کھاتے۔

اُولی الامر کون ہے؟

زیر درس آیت میں جہاں اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کو واجب قرار دیا گیا ہے' وہیں اولی الامر کی اطاعت کا وجوب بھی بیان کیا گیا ہے۔''اولی الامر'' کون ہے؟ اس سلسلے میں جتنی تفاسیر کی گئی ہیں' ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اولی الامر میں مسلمان حاکم' امیر لشکر، والدین، اساتذہ اور علماء ومشائخ شامل ہیں۔یہ تمام لوگ اپنے اپنے حلقے کے مسئول ہیں۔اس لیے کہ عام مسلمانوں کے دینی ودنیوی معاملات ان کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔جہاں عام لوگوں کو ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کا حکم ہے' وہیں ''صاحب امر'' حضرات بھی اپنی مسئولیت کے جواب دہ ہیں چناں چہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''خوب سن لو! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور نگران ہے اور جس کی نگرانی اس کے سپرد ہے۔اس کے متعلق وہ جواب دہ ہوگا۔حاکم رعایا کا نگران ہے۔رعایا کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے۔گھر والوں سے متعلق سوال اس سے ہوگا۔غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے' اس کی باز پرس اس سے ہوگی۔تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اسی کی باز پرس ہوئی۔'' (بخاری ومسلم)

قرآن مجید اور حدیث نبوی کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مسلم معاشرے کا کوئی بھی فرد کسی معاملے میں ''آزاد'' نہیں' وہ ''پابند'' ہے اور اس پر کسی نہ کسی اتھارٹی کی نگہبانی ہے اور ہر شخص اپنے معاملات کا جواب دہ ہے۔اس معاملے میں حاکم ہو یا محکوم، مرد ہو یا عورت، استاد ہو یا شاگرد، غلام ہو یا آقا سب برابر ہیں۔ہاں جہاں کوئی ''صاحب امر'' خلافِ شریعت احکام کا اجراء کرے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔نبی ﷺ کا فرمان ہے **لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ** کہ جہاں خالق کی معصیت ہو وہاں مخلوق کی اطاعت روا نہیں۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو عامل بنا کر کسی علاقے کی طرف روانہ فرماتے تو ساتھ فرمان بھی لکھ دیتے کہ ''اس کا حکم سنو اور جب تک یہ انصاف کرے اس کا حکم مانو'' اس کے ساتھ ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بھی فرمانا تھا کہ ''اگر وہ (حاکم) کوئی ایسا حکم دے جس سے تمہارے دین کی شکست ہوتی ہو تو کہہ دینا اپنا خون دے دیں گے۔دین نہیں دیں گے''...... یہ بہت بڑی بات ہے جو آج کے مغرب زدہ دانش وروں کی عقل میں نہیں آسکتی۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قولِ گرامی رخصتوں اور

گنجائشوں کے دروازے نہیں کھولتا بلکہ راہِ عزیمت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

باہمی تنازع میں حَکَم کون ہے؟

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْئٍ فَرُدُّوْہ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الخ ’’پھر اگر تمہارا کسی بات میں اختلاف ہوجائے تو اس مسئلہ کو اللہ اور رسول اللہ (ﷺ) کی طرف لوٹاؤ‘‘......مطلب کہ اس مسئلے کا حل کتاب وسنت سے تلاش کیا جائے۔مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ جب کبھی اس کا کسی مسلمان بھائی سے لین دین میں، معاشرتی اور قرابتی معاملات میں یا اجتماعی مسائل میں کوئی اختلاف ہوجائے تو اس کا حل اپنی ذاتی خواہش کے مطابق تلاش نہ کیا جائے بلکہ قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا جائے۔اگر کوئی شخص اپنے معاملات کو قرآن وسنت کے مطابق حل کرنے کی بجائے کسی دوسرے قانون کے مطابق حل کرتا ہے تو اس کے لیے سخت ترین وعیدیں ہیں۔جب کلمۂ اسلام پڑھ لیا۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرلیا تو اب کہیں دوسرے ازم، نظام یا کسی دوسرے مذہب کی شریعت کی طرف دیکھنے یا اسے پسند کرنے کی اجازت نہیں۔قرآن کا حکم ہے......**اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِص** ......’’سنو! اللہ ہی کے لیے ہے خالص دین‘‘ (الزمر) اور سورۂ شوریٰ میں ارشاد ہے: **فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِیْمُ کَمَا اُمِرْتَ** ......’’بس تم اسی (کتاب ہدایت) کی دعوت دو اور جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔اس پر استقامت اختیار کرلو‘‘......قرآنی احکام ہر دل میں کسی قسم کی میل رکھنا اور ناپسندیدہ سمجھنا بھی روا نہیں۔بس تسلیم کرلینا، سر جھکا دینا اور آمنا وصدقنا کے سوا کوئی چارہ نہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

> **فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُوْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً** (النساء:۶۵)
>
> ’’سو قسم ہے تیرے رب کی وہ لوگ مومن نہ ہوں گے۔یہاں تک کہ تجھ ہی کو منصب جانیں۔اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں پیدا ہوا پھر نہ پائیں اپنے جی میں کسی قسم کی تنگی تیرے فیصلے کے بارے میں اور قبول کرلیں (اس فیصلے کو) خوشی خوشی۔‘‘

اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری پر مزید بھی کئی آیات واحادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ماننے والوں کے لیے ایک ہی آیت کافی ہوتی ہے۔بہرحال آج کے جدید فلسفہ زدہ دور میں جب کہ ’’آزادی‘‘ کا سبق گھول گھول کر پلایا جارہا ہے جو کہ دراصل بغاوت وسرکشی اور معصیت پر مبنی سبق ہے۔اہل ایمان کے لیے لازمی ہے کہ قرآن وسنت کی طرف رجوع کرکے اپنے حقیقی فرائض سے آگاہ ہوں اور اپنے ایمان وعمل کو شرک وبدعت اور کفر ومعصیت کی آمیزش سے حتی الامکان بچانے کی فکر وسعی کریں۔حقیقت یہ ہے کہ انسان عبد ہے اور کامل عبدیت یہ ہے کہ صرف اعضاء وجوارح کو اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں نہ جھکایا جائے بلکہ دل ودماغ، افکار وخیالات کو اور ہر طرح کی سوچوں کو اللہ کے حضور بخوشی جھکا دیا جائے اور تسلیم ورضا کا حقیقی منظر پیش کیا جائے......یہی اطاعت ہے......یہی ایمان اور اسلام ہے۔

درسِ حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی *

امانت داری ایمان کالازمی تقاضا ہے

رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات میں امانت داری اور راست بازی کا بنیادی مقام ہے۔اس سلسلہ میں آپ کی تعلیمات وارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ امانت داری ایمان کا لازمی اور یقینی نتیجہ اور ایک اعلیٰ ایمانی وصف ہے، جس کا اللہ کے یہاں عظیم اجر اور اللہ کے مقبول بندوں کی نگاہ میں بڑی قدر ہے۔ایمان داری اور امانت داری کے وصف کے ذریعہ ہی ایک مسلمان بڑے مقامات طے کرسکتا ہے،لیکن اگر کسی شخص کے اندر یہ وصف نہ ہو یا اس میں کمزوری ہو تو اس کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔خیانت و بے ایمانی نفاق کی علامت اور ایمان کی یقینی بے حد کمزوری کا نشان ہے۔ذیل میں آنحضرت ﷺ کے وہ ارشادات نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ نے امانت داری پر قائم رہنے اور خیانت سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

(۱)عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال : قلّما خطبنا النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم . الّا قال : لا ایمان لمن لا امانۃ لَہ، ولا دین لمن لا عھد لہ(رواہ أحمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ کم ہی ایسا ہوتا کہ حضور ﷺ تقریر فرمائیں اور دوران خطبہ یہ جملہ ارشاد نہ فرمائیں کہ: جس میں امانت داری نہیں اس کا ایمان نہیں۔اور جو وعدہ و پیمان کا پاس نہ رکھے(اور عہد توڑے) اس کا دین نہیں۔(مسند احمد)

آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو حقیقی معنی میں اللہ پر اور آخرت کے حساب و کتاب پر یقین نصیب ہے،تو وہ بے ایمانی، خیانت اور بدعہدی کا مرتکب ہو ہی نہیں سکتا۔جس کے اندر امانت داری اور وفائے عہد نہیں اس کا ایمان معتبر قسم کا ایمان نہیں۔اور وہ ایمان کی حقیقت سے محروم ہے۔یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان جس قسم کا کردار پیدا کرتا ہے اس میں بے ایمانی اور خیانت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔جن لوگوں کے اندر یہ برائی پائی جاتی ہے ان کو جان لینا چاہیے کہ ان کا دل ایمان کے نور سے خالی ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اہل ایمان کو خیانت و بے ایمانی کی خطرناکی اور شناعت سے باخبر کرنے اور اس سے بچنے کی تاکید کا کس قدر اہتمام اور فکر تھی اس کا اندازہ مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اکثر و بیشتر خطبوں میں ضرور یہ بات بیان فرماتے تھے۔

لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جن لوگوں میں بدقسمتی اور محرومی سے خیانت کا مرض پایا جاتا ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں،اور ان کے اوپر اسلام کے بجائے کفر کے احکام جاری ہوں گے،اور آخرت میں بھی اللہ ان کے ساتھ ٹھیٹھ کافروں والا معاملہ کرے گا۔بلکہ اس قسم کی احادیث جن میں بعض مخصوص بداعمالیوں یا بداخلاقیوں کے بارے

* مرتب:''الفرقان''،لکھنؤ

میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ ان کے مرتکب ہوں وہ مومن نہیں، یا بعض اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ ان کے تارک ہوں وہ مومن نہیں، ان کا مقصد و منشا اور مدعا و مطلوب صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایمان کی اصل حقیقت سے محروم ہیں، اور ایمان اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے جس کردار اور زندگی کا مطالبہ کرتا ہے یہ لوگ اس سے بالکل عاری ہیں۔ ان کا طرز عمل کافرانہ اور غیر مومنانہ ہے۔

ہر زبان کا یہ عام اسلوب ہوتا ہے کہ اگر کسی کے اندر کوئی صفت بہت کمزور یا ناقص ہوتی ہے تو اس کو کالعدم قرار دے کر اس کی نفی کر دی جاتی ہے۔ اور یہی بلاغت کا تقاضا ہوتا ہے...... اصلاح و تربیت اور ترغیب و ترہیب کے مقاصد کے لیے یہی اسلوب زیادہ مؤثر اور مفید و موزوں ہوتا ہے۔

(۲) عن ابی هريرة ﷺ ان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: آية المنافق ثلاث : اذا حدث كذب ، واذا وعد أخلف واذا اؤتمن خان ،(رواه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی علامتیں تین ہیں: بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب کسی امانت کے بارے میں اس پر اعتماد کیا جائے تو اس میں خیانت کرے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حقیقی اور اصل نفاق تو یہ ہے کہ آدمی نے دل سے تو اسلام قبول نہ کیا ہو، بلکہ وہ اندر سے اسلام کا مخالف و منکر ہو، لیکن اپنے کسی خاص مفاد کی وجہ سے یا کسی خطرے کے پیش نظر وہ یہ چاہتا ہو کہ اس کا شمار مسلمانوں میں کیا جاتا رہے، اور اس مقصد کی خاطر وہ اپنے آپ کو مومن و مسلم ظاہر کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسے منافقین کی ایک تعداد مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھی۔ یہ نفاق دراصل کفر کی بدترین اور رذیل ترین قسم ہے اور ایسے منافقوں کا انجام اللہ کے یہاں ابوجہل و ابولہب جیسے کافروں کے ساتھ ہوگا۔

لیکن بعض بری عادتیں اور اخلاقی گناہ ایسے بھی ہیں جن کو منافقوں اور نفاق سے خاص نسبت اور تعلق ہے۔ کسی صاحب ایمان میں ان گندگیوں کا شائبہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بعض حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایسی برائیوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو اصلاً منافقوں کی خصلتیں اور نفاق کی علامت ہیں۔ اگر کسی کے اندر ان میں سے کوئی برائی پائی جاتی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اس کا کردار منافقوں والا ہے۔ یعنی وہ شخص اپنی سیرت اور کردار کے اندر منافق ہے۔ چاہے دل کے عقیدے کے لحاظ سے وہ منافق نہ ہو۔

اوپر جو حدیث ذکر کی گئی اس میں رسول اللہ ﷺ نے عمل و کردار کے نفاق کی تین علامتیں ذکر فرمائی ہیں (۱) جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے۔ (۳) اس پر اعتماد کیا جائے تو وہ خیانت کرے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ اخلاقی خرابیاں ہوں اس کے اندر نفاق کی علامت پائی جاتی ہے چاہے وہ شخص نماز روزہ کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو مسلمان کہے اور کہلائے۔ اسی معنی کی رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث اور پڑھیے۔

(۳) عن عبداللّٰه بن عمرو رضى اللّٰه عنهما قال : قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اربع

من کن فیه کان منافقاً خالصاً ، ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق ، حتٰی یدعها : اذا اؤتمن خان . واذا حدث کذب . واذا عاهد غدر. واذا خاصم فجر . (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں پائی جاتی ہوں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے کوئی خصلت پائی جائے اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا یہاں تک کے نفاق کی اس خصلت کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چار عادتیں یہ ہیں: کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو وہ اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے، اور جب معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔ اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی پر اتر آئے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ جھوٹ، خیانت، عہد شکنی، اور اختلافات میں بدزبانی پر اتر آنا ہمارے نزدیک نفاق اور منافقانہ کردار نہیں رہا۔ بلکہ ہم نے اپنے نزدیک اس کو ''دین داری'' کے خلاف سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کہہ رہے ہیں: کہ جس کے پاس امانت داری نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔ جو عہد شکنی کرے اس کے پاس دین نہیں ہے۔ جو خیانت کرے، جھوٹ بولے، بدعہدی کرے، اور اختلاف کے موقعہ پر بدزبانی اور گالم گلوچ کرے وہ اللہ کے نزدیک اپنے اوپر نفاق کا ٹھپہ لگائے پھر رہا ہے۔ چاہے وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور کہلاتا ہو......

حضور ﷺ کے ان ارشادات کے بعد ان برائیوں کو ہلکا سمجھنا یقیناً ہماری بڑی بھول ہے۔

(۴) عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰه عنهما ان رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال: اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنة : اصدقوا اذا حدثتم وأو فوا اذا وعدتم ، وادوا اذا اؤ تمنتم ، والحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم ، وکفوا اَیدیکم (رواہ احمد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھے چھے باتوں کی ضمانت دے دو تو میں تمہارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ (وہ چھے باتیں یہ ہیں): جب بات کرو تو سچ بولو، جب کسی سے وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو، جب کوئی امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اس کو ادا کرو۔ حرام کاری سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ اور جن چیزوں کو دیکھنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے ان سے اپنی نگاہیں بچائے رکھو۔ ناحق کسی کو نہ ستاؤ اور نہ کسی کے مال کو اپنے ہاتھوں سے نقصان پہنچاؤ۔ (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور فرائض وارکان کو پورا پورا ادا کرنے اور ان چھے باتوں کی بھی پابندی کرلے تو اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جنت ملنے کی ضمانت اور خوش خبری ہے اور یقیناً وہ جنتی ہے۔

(۵) عن ابی سعید ن الخدری رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء (رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا امانت دار تاجر (قیامت میں) انبیاء

صدیقین اورشہداء کے ساتھ ہوگا۔(سنن ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحب ایمان اگر بنیادی ارکان اسلام کوادا کرتا ہے، اوراپنی دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے صدق وامانت اورراست بازی کے دینی اصولوں پرکاربند رہےتو قرب الٰہی کے ایسے بلندتر مقامات تک پہنچ سکتا ہے کہ آخرت میں اس کوانبیاءاورصدیقین وشہداء کی معیت ورفاقت حاصل ہو۔

(٦)عن جابررضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : اذا حدث الرجل بالحدیث ثم التفت فھی امانۃ (رواہ ترمذی و ابو داؤد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص بات کرے اور(احتیاطاً) دائیں بائیں دیکھتا رہے،تو پھر یہ گفتگو(سننے والے کے ذمہ میں)ایک امانت ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح مال میں خیانت ہوتی ہےاس طرح خیانت کی بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں جس میں کسی اعتماد کرنے والے کے اعتماد کوتوڑا جاتا ہے،اوراگرچہ وہ اللہ کے نزدیک خیانت ہوتی ہےمگر بہت سے لوگ اس کوخیانت نہیں سمجھتے۔

اس حدیث میں خیانت کی ایسی ہی ایک قسم بتائی گئی ہے۔وہ یہ کہ کوئی شخص کسی بھائی پراعتماد کرتے ہوئے اس سےکوئی راز کی بات کہے(چاہےوہ زبان سے یہ نہ کہے کہ یہ راز ہے،اوراس کاعلم کسی دوسرے کونہیں ہونا چاہیے)صرف اس کاطرزعمل بتارہاہے کہ وہ اس کوراز رکھنا چاہ رہاہے،مثلاً وہ احتیاطاًباربار دائیں بائیں دیکھے کہ کوئی اورسن تونہیں رہاہے تو ایسی صورت حال میں اس شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کوراز ہی میں رکھے۔یہ اس کے اوپرامانت ہے آنحضرت ﷺ کایہ ارشاد بتاتا ہے کہ اگراس نے اس بات کی حفاظت نہیں کی تووہ امانت میں خیانت کامرتکب ہوا،اوراس کو عنداللہ اس کاجواب دیناہوگا۔

(٧)عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : انّ المستشار مؤتمن. (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:جس سے مشورہ کیا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پراعتماداوربھروسہ کیا گیاہےاوراس کے سپرد ایک امانت کی جاری ہے۔(سنن ترمذی،سنن ابن ماجہ)

یعنی اگرکوئی شخص اپنے کسی بھائی سے مشورہ کرے تو اس کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ یہ آدمی مجھ پراعتماد کرتے ہوئے اپنی ایک امانت میرے سپرد کررہاہے' لہٰذا اسے چاہیےمشورہ دیتے وقت خیرخواہی اورغوروتدبر میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔اوراس کی بات کوراز میں رکھے۔اگروہ ایسانہیں کرے گاتوایک طرح کی خیانت کا مجرم ہوگا یقیناً آنحضرت ﷺ کے یہ ارشادات اخلاقیات کی تعلیم کی معراج ہیں۔

سید محمد معاویہ بخاری

عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی شہادت
قصرِ ابد کے طاق میں اک اور شمع جل گئی

کئی دنوں سے طبعی اضمحلال نے اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ معمولات صرف ضروریات تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ دو ہفتوں کی تھکا دینے والی کیفیت کے دوران محبت کرنے والوں کے خطوط اور احوال پرسی کے ٹیلی فونز کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جن میں کالموں کی بے ترتیبی اور غیر حاضری کو بہت محسوس کیا جا رہا تھا۔ اس دوران کئی اہم واقعات منظر پر طلوع ہوئے اور میڈیا کوریج کا مرکزی عنوان بن گئے بالخصوص شہیدِ ناموسِ رسالت ﷺ عامر چیمہ کی جرمنی میں شہادت کے بعد سرزمین حزن وملال پر آمد و تدفین یقیناً ملکی تاریخ کا بے مثال واقعہ تھا۔ محبت کرنے والوں کو شدید گلہ تھا کہ بنام عامر شہید کوئی حرفِ سپاس کیوں رقم نہیں ہوا؟ مگر اپنا احوال یہ تھا کہ باوجود کوشش کے کچھ نہیں لکھ سکا۔ تاہم اخبارات کے ذریعہ یہ ضرور معلوم ہوتا رہا کہ عامر شہید کے ساتھ جرمنی میں کیا بیتی؟ گرفتاری سے شہادت تک کے مرحلے اس نے کس اعزاز سے طے کیے تھے۔ عامر چیمہ کون تھا، اس کا ماضی کہاں اور کیسے گزرا؟

ذرائع ابلاغ کی بیان کردہ معلومات کے مطابق ۴؍دسمبر ۱۹۷۷ء کو حافظ آباد میں پیدا ہونے والا عامر عبدالرحمٰن چیمہ تین بہنوں کا لاڈلا اور اکلوتا بھائی تھا۔ ماں باپ کی مشترکہ خواہش پر اس کا نام عامر عبدالرحمٰن تجویز ہوا تھا۔ امیدوں، آرزوؤں اور تمناؤں کے کتنے چراغ تھے جو پالنے سے لے کر پاؤں پاؤں چلنے تک صرف اسی کے نام سے منسوب وروشن رہے۔ عامر شہید کے والد گرامی محترم جناب پروفیسر محمد نذیر چیمہ صاحب تعلیم وتعلم کے شعبہ سے وابستہ تھے۔ چنانچہ علم وعمل کی راہ چلتے ہوئے جو کچھ انہیں نصیب ہوا' انہوں نے عامر کو منتقل کر دیا۔ وہ عام بچوں کی طرح گلیوں محلوں میں ترتیب پانے والی کرکٹ، فٹ بال اور ہاکی ٹیموں کا رکن بھی نہیں رہا تھا۔ گٹار وہارمونیم کی بدمست آوازیں اس کی ساعتوں کو کبھی تسخیر نہیں کر سکی تھیں۔ وہ بہت سیدھا اور سادہ انسان تھا' جس کے روز وشب بہت خاموشی اور گم نامی میں گزر گئے۔ کتاب کی رغبت نے تحصیل علم کے باب میں اسے ہزاروں آسانیاں فراہم کیں اور وہ ایک کے بعد ایک تعلیمی درجہ امتیازی نمبروں سے پاس کرتا چلا گیا۔ میں نے وہ علاقہ نہیں دیکھا ہے جہاں عامر کا بچپن گزرا اور جہاں کے مکین اس کی پاک دامنی، طبعی شرافت کی قسمیں کھاتے ہیں۔ میرے پاس اس کے دوستوں کی کوئی فہرست بھی نہیں مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ بچپن کے چند ہم جولی اس کی سنجیدگی، متانت اور بردباری کی گواہی دیتے ہیں۔ پروفیسر نذیر احمد چیمہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ماحول کی مروجہ آلائشوں سے عامر کی جوانی کبھی داغ دار نہیں ہوئی تھی۔ روشن خیال فلسفہ کی شرانگیزیوں سے اس کی پاکیزہ سوچیں بھی پراگندہ نہیں ہوئی تھیں۔ ایک معلم باپ نے اس کے اطراف میں دینی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کا وہ حصار تعمیر کرنے

میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا۔جس کی ضرورت واہمیت سے عہدِ حاضر کے سرپرست تقریباً لاتعلق ہو چکے ہیں ۔شاید یہی وجہ تھی کہ جیسے ماں باپ نے چاہا عامر اسی سانچے میں ڈھلتا چلا گیا۔یہ والد کی مشفقانہ تلقین کا ہی اثر تھا کہ مطالعہ کی عادت اس نے بچپن ہی سے اپنالی تھی۔سکول سے لے کر کالج تک عامر کے معمولات کے بارہ میں مستند گواہی یہی ہے کہ وہ گھر لوٹ کر کھانا کھاتا، کچھ دیر آرام کرتا اور پھر نصابی کتب کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔ابتدائی دینی ودنیاوی تعلیم کا سلسلہ بھی عامر کے طبعی رجحان اور والدین کی اعلیٰ تربیت کے تحت جاری رہا۔سکول کالج کی تعلیمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ عربی قاعدہ اور ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کا ذوق وشوق عامر کے صالح فطرت ہونے کا ثبوت ہے۔

۱۹۹۳ء میں جامعہ ہائی سکول سے اس نے ۶۸۹ نمبر لے کر میٹرک اور پھر ۱۹۹۵ء میں سرسید کالج راولپنڈی سے ۸۱۶ نمبر لے کر پری انجینئرنگ کے شعبہ میں ایف ایس سی کی۔تحصیل علم کے اگلے مرحلے طے کرنے کے لیے عامر فیصل آباد چلا آیا اور نیشنل کالج آف ٹیکسٹائل انجینئرنگ فیصل آباد سے ۱۹۹۹ء میں چار سالہ انجینئرنگ کورس فرسٹ ڈویژن میں مکمل کیا۔اس نے دوستوں کی قطاریں تیار کرنے کے بجائے بلند مقاصد کو اپنا دوست بنالیا تھا۔مکتب ومسجد سے جڑے روز وشب ہی عامر کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھے جو اسے اپنے ہم عصروں سے بہت آگے لے گئے۔عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی مطالعہ کی عادت مزید مستحکم ہوتی چلی گئی۔سیرت، تاریخ اور دینی معلومات پر مبنی کتابیں اسے بے حد پسند تھیں۔وہ گہرائی اور یکسوئی سے مطالعہ کرتا اور ذہن میں پیدا ہونے والے اشکالات کے ازالہ کے لیے اپنے والد سے رجوع کرتا۔پروفیسر نذیر چیمہ کے بقول وہ اپنے بیٹے کے سوالات سن کر حیران بھی ہوتے اور خوش بھی' اس کے ہر سوال میں معقولیت اور گہرائی ہوتی تھی۔اور وہ ہر بات کو اس کی جزئیات سمیت سمجھنے کی کوشش کرتا۔عامر شہید کسی رئیس کا بیٹا نہیں تھا بلکہ اس کی رگوں میں ایک ایسے دیانت دار، محنتی اور شریف النفس باپ کا خون گردش کررہا تھا۔جس کی تربیت کا پہلا سبق تھا:

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

عامر عبدالرحمٰن نے اپنے لیے پرعزم جدوجہد کا راستہ چنا اور منتخب شعبہ سے متعلق اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ساڑھے چھے برس قبل جرمنی چلا گیا۔وہاں یونیورسٹی میں ''ماسٹر آف ٹیکسٹائل اینڈ کلوزنگ مینجمنٹ'' میں اسے داخلہ مل گیا۔چار مرحلوں پر مشتمل اس کے چھے سالہ کورس کی تکمیل جولائی ۲۰۰۶ء میں ہونا تھی۔مگر عجیب بات یہ ہے کہ اس نے کچھ عرصہ پہلے والدہ کے نام اپنے آخری خط میں لکھ دیا تھا کہ شاید اب میں کبھی نہ لوٹ سکوں۔جرمنی میں مقیم عامر کی عزیزہ کا بیان ہے کہ یورپی اخبارات میں توہین آمیز خاکے شائع ہونے کے بعد عامر کے رویہ میں بڑی تبدیلی آگئی تھی۔وہ خاموش طبع اور کم گو تو ضرور تھا مگر جرمنی کے اخبار Die Welte میں جب سے خاکے شائع ہوئے تھے' وہ حد درجہ سنجیدہ ہوگیا تھا۔اس کے چہرے پر عجیب کیفیت طاری رہتی۔۲۰/جنوری ۲۰۰۶ء کا دن اس اعتبار سے تاریخی نوعیت کا تھا کہ اس روز عامر چیمہ اخبار کے مرکزی دفتر جا پہنچا۔اخبار ''ڈی ویلٹ'' Did Welte کا ایڈیٹر ''ہیزک بروڈر'' (Henryk Broder) حسب معمول اپنے کمرے میں براجمان تھا۔عامر تیز قدموں سے چلتا ہوا اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔اخباری ذرائع کے

مطابق وہاں موجود سیکورٹی اہلکاروں نے عامر کے تیور دیکھتے ہوئے اسے ایڈیٹر کے کمرہ میں داخل ہونے سے روکنے کی کوشش کی تھی مگر عامر نے خود کو بارود سے اڑا دینے کی دھمکی دے کر سیکورٹی گارڈز کے قدم منجمد کر دیئے تھے۔ وہ شیر کی طرح دھاڑتا ہوا ایڈیٹر کے کمرے میں پہنچا اور پلک جھپکتے ہی شکاری چاقو سے اس پر کئی وار کر ڈالے۔ بعدازاں اسے گرفتار کر لیا گیا۔ ۲۲ رجنوری کو عامر کی گرفتاری کے حوالے سے چند اخبارات میں ایک چھوٹی سی خبر شائع ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا کہ تین سطروں کی خبروں میں سمانے والا عامر عبدالرحمٰن صرف تین ماہ بعد دنیا بھر کے میڈیا کی براہِ راست کوریج کا حصہ بنے گا۔ عالمی سطح پر اس کا نام عزت واحترام سے لیا جائے گا۔ پاکستان کی قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ میں اس کی حمایت میں قراردادیں منظور کی جائیں گی۔ اس کی یاد میں عظیم الشان جلوس نکلیں گے، سیمناروں میں اس کی بہادری وشجاعت اور دینی غیرت وحمیت کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے گا۔ ۲۲ رجنوری کے بعد پاکستانی اخبارات میں عامر چیمہ کے بارے میں مزید کوئی معلومات شائع نہیں ہوئی تھیں۔ اس عرصہ کے دوران حکومتِ پاکستان کی جانب سے بھی عامر چیمہ کی گرفتاری بارہ میں جرمن حکام سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی تھی۔ عامر چیمہ کے والد پروفیسر نذیر چیمہ اپنے طور پر کوشش کر کے جو معلومات حاصل کر سکتے تھے کرتے رہے مگر حکومتی سطح پر معاونت نہ ہونے کے باعث حقائق تک رسائی کی راہ میں ہزاروں پیچیدگیاں حائل تھیں۔ اس دوران عامر چیمہ جرمن پولیس کے تشدد کی آخری ڈگریاں تک جھیل گیا مگر اس کے ابتدائی اعترافی بیان میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔ ذرائع کے مطابق جرمن پولیس عامر چیمہ کو القاعدہ گروپ کا رکن سمجھ کر تفتیش کرتی رہی حالانکہ عامر نے برملا اعتراف کیا تھا کہ جرمن اخبار ''ڈی ویلٹ'' کے ایڈیٹر ''ہیزک بروڈر'' پر میں نے حملہ اس لیے کیا تھا کہ اس نے میرے آقا نبی ﷺ کی توہین کی تھی۔ مجھے اپنے اس اقدام پر کوئی شرمندگی نہیں اور نہ ہی اس پر کسی معافی یا رحم کا خواستگار ہوں۔ اگر مجھے آئندہ بھی موقع ملا تو میں ایسے ہر شخص کو قتل کر دوں گا جو رحمت پناہ ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوگا۔ قانونی ماہرین کے مطابق عامر چیمہ کا یہ بیان کھلا اقبال جرم ہے جس کے بعد کسی تحقیق، تفتیش اور تشدد کی گنجائش باقی نہیں رہتی مگر حقوق انسانی کے علمبرداروں نے اس کے بیان کی اہمیت نہیں سمجھی اور ڈھائی ماہ تک اسے لرزہ خیز تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ حتیٰ کہ وہ تفتیشی سیل میں ہی جام شہادت نوش کر گیا۔

۵ رمئی کے اخبارات میں شائع ہونے والی دو کالمی خبر میں صرف اتنا ہی بتایا گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے ایک جرمن اخبار کے ایڈیٹر پر حملے کے الزام میں برلن سے گرفتار کیے گئے ''پی ایچ ڈی'' کے پاکستانی طالب علم ''عامر عبدالرحمٰن'' کی پولیس حراست میں موت واقع ہوگئی ہے اور پاکستانی دفتر خارجہ نے بھی عامر چیمہ کی موت کی تصدیق کر دی جبکہ وزارت خارجہ کی ترجمان ''تسنیم اسلم'' نے ایک پرائیویٹ چینل کو بتایا کہ جرمن حکومت نے ہم سے رابطہ کر کے اطلاع دی ہے کہ برلن پولیس کی زیر حراست عامر عبدالرحمٰن نے خودکشی کر لی۔ تسنیم اسلم کا کہنا تھا کہ حکومت نے جرمن حکام سے پولیس حراست میں جاں بحق ہونے کی وجوہات دریافت کی ہیں اور ہم نے وضاحت طلب کی ہے کہ پولیس حراست میں عامر کو ایسی چیز کس نے مہیا کی جس سے اس نے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا؟ دوسری طرف

عامر چیمہ کے والد پروفیسر نذیر احمد چیمہ کا کہنا ہے کہ ان کے بیٹے نے خودکشی نہیں کی بلکہ اسے تشدد سے قتل کیا گیا ہے۔

(''نوائے وقت''۵/مئی ۲۰۰۶ء)

پاکستانی حکام نے جرمن حکومت سے کیا پوچھا اور وہاں سے کیا جواب موصول ہوا۔اس کی تفصیل میں جائے بغیر یہ سمجھ لینا کافی ہے کہ جرمن حکام عامر چیمہ پر ہونے والے مبینہ پولیس تشدد سے انکار کر رہے ہیں۔ان کا اس بات پر اصرار ہے کہ عامر چیمہ نے پھندہ لگا کر خودکشی کی تھی مگر عامر چیمہ کے والد کو یقین ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت میں ایسا کوئی سقم نہیں تھا جو عامر کے ایمان کو کمزور کر سکتا۔اطلاعات یہ ہیں کہ حکومتِ پاکستان کی جانب سے بھی ایک تحقیقاتی ٹیم جرمن بھیجی گئی ہے مگر اس کی رپورٹ ابھی تک سامنے نہیں آسکی۔دوسری طرف پاکستان میں تعینات جرمن سفیر پوری ڈھٹائی سے اپنے موقف پر قائم ہے کہ عامر چیمہ خاکم بدہن خودکشی جیسے حرام فعل کا مرتکب ہوا ہے۔اس کیس کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ جرمن حکام اپنے عوام کو تسلی دینا چاہتے ہیں کہ ایسے انتہا پسندانہ اقدامات کرنے والے لوگ بنیادی طور پر ذہنی مریض اور بزدل ہوتے ہیں۔اور ان اقدامات کے بعد ان کے نتائج جھیلنے کی استطاعت ان میں نہیں ہوتی۔جرمن حکام اس راز کو ابھی تک نہیں پاسکے، جسے وہ ذہنی و نفسیاتی مریض قرار دے رہے ہیں۔اس کے جنازہ میں لاکھوں افراد دیوانہ وار کیوں شریک ہوئے؟ وہ یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں کہ ۱۳/مئی ہفتہ کی صبح جب عامر چیمہ کی میت لاہور ائیر پورٹ پر پہنچی تو اس کا استقبال کسی مقبول ہیرو کی طرح کیوں کیا گیا؟ اس سوال کا جواب ان روشن خیالوں کی عقل سے بھی ماورا ہے جو ٹی وی مذاکروں میں انتہا پسندی کی تشریحات اور مذمت کرتے نظر آتے ہیں۔کاش وہ یہ بھی بتا سکتے کہ انتہا پسندانہ قدم اٹھانے والے ہی آخر عوام کے محبوب نظر کیوں ٹھہرتے ہیں؟ لوگ ان کے تابوت کو چھونے اور منور چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے میلوں لمبی قطاروں میں کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عامر چیمہ نے بنیاد پرستوں کے کسی مدرسہ سے انتہا پسندانہ نظریات کی تعلیم و تربیت حاصل نہیں کی تھی۔وہ دورِ جدید کی انہی درس گاہوں سے گزرتا ہوا شہادت کے درجۂ ارفع پر فائز ہوا ہے۔جس میں پڑھائے جانے والے مجروح نصاب کو مزید تراش خراش کے لیے گزشتہ چھ برسوں سے جدید فکر و دانش کی خراد مشینوں سے چھیلا جا رہا ہے۔عامر چیمہ کی شہادت نے ثابت کر دیا ہے کہ نبی محتشم ﷺ سے محبت کا جذبہ فطری ہے جو آسمانوں سے اترنے والی تمام سعید و مبارک روحوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔اور اس لازوال جذبے کی تمام کیفیات کے سوتے اُسی نورانی مرکز ہی سے پھوٹتے ہیں۔جہاں سے ستاروں کو روشنی دریاؤں کو روانی، سمندروں کو تلاطم، ہواؤں کو خرام، ناز کا سلیقہ، فضاؤں کو خوشبو اور آبشاروں کو ترنم عطا ہوتا ہے۔لہٰذا دنیا کا کوئی بے رحم و بے حمیت معاشرہ اور کوئی بے روح نصاب بھی اس جذبۂ سعید کو اس وقت تک ختم نہیں کر سکتا جب تک وہ مائیں باقی ہیں جنہوں نے چادر اور چار دیواری کا تقدس بھی اپنے گوہر عفت و عصمت کی طرح سنبھال رکھا ہے، جو اپنی اولاد کو کلمہ طیبہ پڑھ کر دودھ پلاتی ہیں اور جب تک وہ باپ باقی ہیں جو کسمپرسی اور بے چارگی کے کسی لمحہ میں بھی اپنے ایمان و یقین سے متزلزل نہیں ہوتے اور لقمۂ حلال سے اپنی اولاد کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔تب تک

صالح خون پروان چڑھتا رہے گا اور جذبۂ غیرت وحمیت ایمانی سے معمور عامر چیمہ جیسے بے مثال نوجوان پیدا ہوتے رہیں گے' فداکاران محمد ﷺ کا قافلہ اسی شوق سے ترتیب پاتا رہے گا۔ عامر چیمہ نے اپنی جان کسی بڑے جنازے، کسی تشہیری بینر ،کسی اخباری شہ سرخی، کسی ٹیلی میڈیا کوریج یا اپوزیشن کی حکومت مخالف مہم کو تقویت پہنچانے کے لیے نہیں دی تھی۔ وہ ان سب سے بے نیاز اپنی منزل کا راہی تھا۔ اس کا استقبال بے شک لاکھوں افراد نے کیا اور یہ لوگ حکومتی اذن سے نہیں بلکہ حکومتی رکاوٹوں کے باوجود ساروکی جیسے دور افتادہ علاقہ تک پہنچے تھے اور ۱۵۰ ایکڑ وسیع اراضی کا دامن بھی عامر چیمہ کے عقیدت مندوں کے لیے تنگ پڑ گیا تھا۔

میں سوچ رہا ہوں' یہ لاکھوں لوگ تو وہ تھے جو اپنی محبتیں نچھاور کرنے وہاں خود پہنچے تھے۔ مگر اس بے مثال دولہا کی بارات میں پلکوں کی پالکیوں میں سجے اربوں کھربوں آنسو بھی شامل تھے جو قافلۂ شوق کے ساتھ رواں دواں تھے اور جن کا ذکر کسی خبر میں نہیں ہوا۔ راولپنڈی، لاہور اور پھر ساروکی تک سرکاری جبر سے مقامِ جنازہ وتدفین تبدیل کرنے والے بے بصر لوگ سوچ بھی نہیں سکتے کہ عامر چیمہ اہالیانِ پاکستان کے لیے کتنے اعزاز لے کر واپس لوٹا تھا۔ وہ تاریخ کے ان سنہری اوراق کی زینت بن چکا ہے۔ جن پر صرف فداکاران محمد ﷺ کے نام ہی رقم ہو سکتے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے خستہ حال امت کا کفارہ بن جانے والے عامر عبدالرحمٰن کا ماتھا ضرور چوما ہوگا۔ اس شہیدِ غیرت کی بلائیں لی ہوں گی۔ داورِ محشر کے حضور اُسے اپنی معیت نصیب ہونے کی خوشخبری سنائی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آج ملک الاعلیٰ میں ان ابدی راحتوں اور آسودگیوں سے سرشار ہے۔ جن کی طلب وآرزو کرتے بندگانِ خدا کی زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

مجھے عامر عبدالرحمٰن پر رشک آ رہا ہے جس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتے ہی قصرِ معلیٰ جا پہنچی ہے۔ جس کے زرنگار طاقوں میں صرف عشاقانِ رسول ﷺ کے مبارک ناموں سے موسوم نور کی شمعیں جگمگاتی ہیں اور عامر چیمہ کی شہادت سے اسی قصر ابد کے طاق میں ایک اور شمع جل گئی ہے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

جنت کی اک ہَوا ہے عامر نذیر چیمہ

یہ چند الفاظ عامر نذیر شہیدؒ کی روح کو خراجِ تحسین کے طور پر پیش ہیں۔ جو رسولِ پاک ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ایک جرمن اخبار کے گستاخ ایڈیٹر کا شکار کرتا ہوا شاخِ طوبیٰ پر جا بیٹھا۔ وہ رسولِ پاک ﷺ کی حرمت پر جان کی بازی لگا کر چراغِ وفا جلا گیا۔ شہید کے جنازے پر لاکھوں کا ایک مجمعٔ عشاق تھا اور زمین اس کے استقبال کے لیے شفیق ماں کی طرح خندہ بلب تھی۔ اللہ تعالیٰ اس عاشقِ پاک طینت پر رحم و کرم کی بارش برسائے اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا قرب عطاء فرمائے۔ (آمین)

اسلام کی ضیاء ہے' عامر نذیر چیمہ — خالدؓ کا نقشِ پا ہے' عامر نذیر چیمہ
کیا راستہ دیا ہے' عامر نذیر چیمہ — ہر دل میں تُو بسا ہے' عامر نذیر چیمہ
عظمت کی انتہا ہے' عامر نذیر چیمہ — جنت کی اک ہَوا ہے' عامر نذیر چیمہ
رضواں نے آ کے صبح دم یہ صدا لگائی — فردوس کو چلا ہے' عامر نذیر چیمہ
عشق و جنون دیکھ' وہ اک حُسینِ نبی کی — حرمت پہ کٹ مرا ہے' عامر نذیر چیمہ
امن و سکون تجھ کو حاصل رہیں ہمیشہ — ہر ایک کی دعا ہے' عامر نذیر چیمہ
والد کو سرخرو زمانے میں کر گیا ہے — جنت میں تیری جا ہے' عامر نذیر چیمہ
دنیا کے ظالموں کو پیغام ہے یہ تیرا — گستاخ کی سزا ہے' عامر نذیر چیمہ
جو بھی ترے نبی کی ناموس پر مٹا ہے — ان سب سے جا ملا ہے' عامر نذیر چیمہ
ارض و سما میں تیری امت بھی ہے جتنی — سب کو ہی بھا گیا ہے' عامر نذیر چیمہ

عالم ، ادیب سارے باتوں میں رہ گئے ہیں
بازی تو لے گیا ہے' عامر نذیر چیمہ

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام ہمارے دیس میں

ہمارے ملک میں عیسائیوں، ہندوؤں اور کمیونسٹوں کی تہذیبی یلغار نے عجیب سا ماحول بنادیا ہے۔ مثلاً کچھ لوگ وہ ہیں جو انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کی پیداوار ہیں اور ملک کی بدبختی سے وہ پاکستان کے اقتدار پر اپنا غاصبانہ قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ یہ کبھی لیگی اور کبھی پیپلیے ہوتے ہیں۔ انتظامیہ پولیس اور فوج ان کے پس پشت ہوتی ہے۔ ان کا عالم یہ ہے کہ انہیں اذان کی آواز بھی پسند نہیں۔ یہ آواز ان کی بش پسند طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔ یہ ایسے ستم ظریف لوگ ہیں کہ ان کا باپ مرجائے تو انہیں جنازے کی دعا تک نہیں آتی۔ ان کا کلمہ طیّبہ تک درست نہیں ہے۔ کبھی کبھار کہیں نماز کے لیے پھنس جائیں تو ان پر جان کنی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ وضو سے یہ بے خبر ہیں۔ دین کی کوئی بات بھی تو نہیں جانتے۔ ویسے بڑے طمطراق سے منہ ٹیڑھا کر کے کہیں گے ’’وی آر مسلمز‘‘! اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو پارٹ ٹائم مسلمان ہیں۔ یعنی سال کے بعد عید گاہ چلے جاتے ہیں۔ پہلی صف میں کھڑے ہو کر بایاں ہاتھ دائیں پر رکھتے ہیں پھر خیال آتا ہے کہ بچپن میں تو دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا کرتے تھے (اللہ بخشے محلے کے مولوی صاحب کو، وہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتے تھے، سمجھایا بھی کرتے تھے مگر اب......) دوسری تکبیر ہوئی تو پھر رکوع میں چلے گئے۔ جب دیکھا کہ ساتھ ایک باریش مسلمان کھڑا ہے۔ اس نے صرف ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا ہے۔ تو یہ فوراً نقلچی بن گئے۔ پھر یہ فوٹو کھینچوا کے عید کا میدان بھی مار لیتے ہیں۔ یا کبھی ان کا کوئی مرکھپ جائے تو ذہنی بوجھ اتارنے اور رسم دنیا نبھانے کے لیے جنازہ گاہ بھی چلے جاتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بعضوں نے کوئی پیر و مرشد ڈھونڈا ہوتا ہے تو وہ اس کو توشہ مہیا کر دیتے ہیں اور پھر نہایت متکبرانہ انداز میں کہیں گے ’’مولوی صاحب! اسی وی مسلمان آں۔ دین بارے رائے رکھن دا سانوں وی حق اے‘‘ تیسرا طبقہ وہ ہے جو بیرون ملک سے پڑھ کر آتا ہے مختلف موضوعات پر اسناد اور ڈگریاں تھامے کسی چرچل یا کسی وکٹوریہ کو گلے کا ہار بنائے پاکستان آدھمکتا ہے۔ اسے پہلے تو پاکستان میں اڑنے والی مٹی سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ پھر وہ ہم پاکستانیوں کے لباس خوراک اور کھانے پینے کے انداز سے پریشان ہو جاتا ہے۔ ناک بھوں چڑھاتا سمٹ سمٹا کے ہم میں بیٹھتا ہے۔ عام لوگ تو کیا اپنے قریبی رشتہ داروں سے مل کر ہاتھ دھوتا ہے۔ اندر ہی اندر کڑھتا، سلگتا ہے۔ کسی فائیو سٹار ہوٹل کی رقاصہ کے پاس جا کے سکون حاصل کرتا ہے۔ ہم پر ترچھی نگاہ ڈال کے ہمیں بیک ورڈ ریچڈ کہتا ہے۔ اور ’’دین کی ترقی‘‘ میں ہم لوگوں کو رکاوٹ سمجھتا ہے۔ ماتھے پر بل ڈال کے عجیب و غریب انداز سے کہتا ہے ’’اجتہاد کی ضرورت ہے۔‘‘ مگر اس ’’مجتہد‘‘ سے غسل واجب کا طریقہ پوچھ لیں تو یہ غیر ملکی اساتذہ کا جانشین...... ’’غلام نکسن‘‘ بغلیں جھانکنے لگتا ہے۔ چوتھا طبقہ وہ ہے جو مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کا

ووٹ بینک ہے۔ جسے ان دونوں نے کھلونے دے کے بہلایا ہے۔ وعدوں پر ٹرخایا ہے۔ امیدوں اور وعدوں کے سہارے جیون چتا میں جلایا ہے۔ یہ طبقہ سرمایہ دار اور جاگیردار (بدبودار اور مردار) کو آج بھی اپنا وڈیرا اور سائیں سمجھتا ہے۔ اس کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اس کے وعدوں سے پُرتقریر دل پذیرسن کے بے مزہ نہیں ہوتا۔ کہتا ہے کہ ''ساڈے کولوں وڈا تے سچا مسلمان کون اے؟'' حالت یہ ہے کہ دین کے نام پر جتنی رسمیں اور رواج ہیں یہ سب اس طبقے کی دین ہیں۔ اس کے نزدیک انہی رسموں کی ادائیگی کا نام دین ہے۔ پانچواں طبقہ وہ ہے جس کو آج کل کے سیاسی گدھوں اور ثقافتی گدھوں کی بولی ٹھولی میں بنیاد پرست کہا اور لکھا جاتا ہے۔ یہ بنیاد پرست طبقہ علماء کرام (اور مولویوں) پیرانِ عظام (اور پیرانِ تسمہ پا) مریدین باصفا (اور حلقہ نشینوں یا جتھہ بندوں) پر مشتمل ہے۔ یہ حضرات قرآن، حدیث، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ، تفسیر، فقہ، صرف ونحو، ادب، لغت، معانی کے عالم ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو اپنی الگ تھلگ دنیا میں جیتے ہیں۔ جنہیں جدید علوم کی ہوا تک نہیں لگی۔ جن کا معاشرے کے چوتھے درجے سے تعلق ہے۔ یہ لوگ اعلیٰ سماجی رویوں کے لیے غیر مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ ان کو بڑا صاحب، جاگیردار اور سرمایہ دار کمی سمجھتا ہے کیونکہ ان کے ''دینی'' انقلاب کا خوف اس پر مسلط ہے۔ افغانستان میں مولوی کے کردار سے جانسنی طبقہ خوفزدہ ہے۔ جبکہ لطف کی بات یہ ہے کہ مولوی خود بھی دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث وغیرہ میں تقسیم ہے۔ بلکہ باہمی فضیحتوں کا بھیانک منظر پیش کرتا رہتا ہے۔ پھر ہر مذہبی طبقہ اپنی الگ حیثیت میں بھی بری طرح تقسیم اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ مفادات کے چکر میں پھنس کر مزید چھوٹے چھوٹے بے جان گروہوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ اس عمل میں سب سے زیادہ اذیت ناک مرحلہ کفر سازی کا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

دین تو سب کا ہے۔ ملک تو سب کا ہے۔ مسلمان......خواہ بے نظیر ہو یا نواز شریف ہو۔ خواہ انگلش میڈیم ہو، پارٹ ٹائم ہو، دساوری ہو، دیسی ہو، رسمی رواجی ہو یا بنیاد پرست ہو......اگر کسی غیر اسلامی، غیر الہامی نظام سے فلاح و نجات کا طالب ہے تو غارت گر دین وایمان ہے۔ زیاں کار ہے۔ اپنے تئیں عیار ہے لیکن خود فریبی کا شکار ہے۔

بقول اقبال:

تازہ پھر دانش حاضر نے کیا سحر قدیم
گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم
عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم

(۲۲/اپریل ۱۹۹۶ء)

مولانا مفتی جمیل احمد نذیری (دوسری قسط)

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال

احقر کے خیال میں شعاعوں کا کسی چیز کو وجود میں لے آنا یا اپنے عمل سے کوئی چیز ظاہر کر دینا اس کی آج کل کی روز کی مثل یہ ہے کہ آٹو میٹک گاڑیاں ریموٹ کنٹرول سے دور کھڑے ہو کر ہی لاک بھی کی جاتی ہیں اور لاک کو کھولا بھی جاتا ہے لاک کے کھولنے اور بند کرنے میں شعاعوں کا ہی عمل دخل ہوتا ہے اسی طرح ٹی وی کو چالو کرنے اور بند کرنے کے لئے بھی اسی قسم کا آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ آلہ چالو اور بند کرنے والے کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اور ٹی وی سے کچھ فاصلہ پر ہوتا ہے۔ اس میں بھی اسی ریز (شعاعوں) کی کارستانی ہوتی ہے۔ شعاعوں کے عمل دخل کے معاملات تو بہت ہوں گے انہیں اہل سائنس زیادہ اچھی طرح بتا سکتے ہیں، ویسے شعاعی ہتھیاروں (ریز بموں) کا تذکرہ اخباروں میں گاہے بگاہے آتا رہتا ہے۔

(۷) ٹی وی میں آنے والی تصویروں کا براہِ راست تعلق شعاعوں سے ہوتا ہے ان چیزوں سے نہیں ہوتا جن کی شعاعیں ہیں یہ دمی مر کھپ جائے، چیزیں تباہ و برباد ہو جائیں، ٹی وی کو ان سے لینا دینا نہیں۔ اگر شعاعیں فیتے میں موجود ہیں اور ان کا رابطہ ٹی وی سے قائم ہو گیا تصویر آ جائے گی۔

(۸) گویا ٹی وی میں آنے والی تصویر کے سلسلہ میں اصل وہ اشخاص اور مناظر نہیں ہیں بلکہ ان کی ریز (شعاعیں) ہیں یہ تصویریں انہی شعاعوں کے تابع ہیں اگر شعاعیں بذریعہ مشین، ٹی وی سے مربوط ہیں تو ٹی وی میں تصویر آئے گی۔ مربوط نہیں ہے تو تصویر نہیں آئے گی اور جب تک مربوط رہیں گی تبھی تک تصویریں آئیں گی اور رابطہ ختم ہوتے ہیں تصویریں غائب ہو جائیں گی۔

(۹) اس اعتبار سے ٹی وی کی تصویریں شعاعوں کا عکس قرار پاتی ہیں یعنی ناپائدار اور وقتی تصویریں۔ شعاعیں ٹی وی سے مربوط ہیں تو تصویر بھی ہیں مربوط نہیں ہیں تو تصویریں بھی نہیں ہیں۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ آخری تینوں تحریروں (۷،۸،۹) کو ملانے سے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی علیہ الرحمۃ کا اشکال رفع ہو جاتا ہے۔

> ''یہ تصویر تابع اصل نہیں بلکہ اس سے بالکل بے تعلق اور بے نیاز ہے، کتنے ہی لوگ ہیں جو مر کھپ گئے، دنیا میں ان کا نام و نشان نہیں مگر ان کی متحرک تصویریں وڈیو کیسٹ میں محفوظ ہیں۔'' (احسن الفتاویٰ ۳۰۲/۸)

پہلی بات تو یہ ہے کہ وڈیو کیسٹ میں کوئی تصویر محفوظ نہیں ہوتی، نہ متحرک، نہ غیر متحرک، کیونکہ وڈیو کیسٹ تصویر رکھنے کی چیز نہیں بلکہ ریز اور شعاعوں کو محفوظ رکھنے کی چیز ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ٹی وی کی تصویر بھی تابع اصل ہے لیکن یہاں اصل کون ہے؟ اسی کو سمجھنے میں غلطی ہو رہی ہے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اشخاص وافراد کو اصل سمجھا ہے جبکہ اصل یہاں اشخاص وافراد یا مناظر نہیں بلکہ انکی ریز (شعاعیں) ہیں۔ٹی وی کی تصویر میں انہیں شعاعوں کی تبدیل شدہ شکل ہے اسی لئے ٹی وی کی تصویروں کا تعلق اشخاص وافراد کے مرنے جینے یا موجود رہنے نہ رہنے سے نہیں بلکہ ان کی محفوظ شعاعوں کے رہنے نہ رہنے سے ہے۔آدمی غائب ہے شعاعیں فیتے میں موجود ہیں ان کا رابطہ ٹی وی سے ہوگیا،تصویر آئے گی اور یہ سراسر ایک ناپائیدار اور قیمتی تصویر ہوگی جو رابطہ ختم ہوتے ہی ختم ہوجائے گی،جیسے عکس جس چیز کا ہوتا ہے اس کے ہٹتے ہی ختم ہوجاتا ہے۔لہٰذااحسن الفتاویٰ کے اسی فتوے کی یہ عبارت:

''تصویر کسی چیز کا پائدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے،عکس ناپائدار اور نقتی نقش ہوتا ہے''(حوالہ مذکورہ)

سے ٹی وی کی تصویروں کا حقیقۃً اور اصطلاحاً فوٹو وتصویر ہونا منعدم ہوجاتا ہے کیونکہ ناپائدار اور وقتی تصویر حقیقۃً اور اصطلاحاً تصویر نہیں کہلاتی۔حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں:

''صرف اتنی سی بات کو لے کر کہ ویڈیو کے فیتے میں ہمیں تصویر نظر نہیں آتی،تصویر کے وجود کا انکار کردینا کھلا مغالطہ ہے''

لیکن احقر کو حضرت مفتی صاحب کی اس تحریر میں ہی غلط فہمی نظر آتی ہے۔مغالطہ یہ ہے کہ ٹی وی کی تصویروں کو عکس قرار دینے والے یہ نہیں کہتے کہ''ویڈیو کے فیتے میں ہمیں تصویر نظر نہیں آتی'' بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ویڈوی کے فیتے میں تصویر ہوتی ہی نہیں،ویڈیو کے فیتے میں کہیں پر بھی فوٹو اور تصویر کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔صرف ریز وشعاعوں کا وجود ہوتا ہے۔جو نہ دکھائی دیتی ہیں اور نہ جن کی کوئی صورت وشکل ہی ہوتی ہے۔کسی چیز کا نظر نہ آنا اور سرے سے موجود نہ ہونا۔دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کہتے ہیں:

''اگر یہ منطق تسلیم کرلی جائے کہ فیتے میں تصویر محفوظ نہیں بلکہ معدوم ہے اور ویڈیو کیسٹ میں محفوظ نقوش ٹی وی اسکرین پر جاکر تصویر بنواتے ہیں تو اس لاحاصل تقریر سے اصل حکم پر کیا اثر پڑا۔تصویر محفوظ ماننے کے تقدیر پر ٹی وی صرف تصویر نمائی کا ایک آلہ تھا۔اب تصویر سازی کا آلہ بھی قرار پایا کہ صرف تصویر دکھانا ہی نہیں بناتا بھی ہے اب تو اس کی قباحت دوچند ہوگئی۔یک نہ شد دوشد''

اس تحریر میں بھی مغالطہ ہے''ویڈیو کیسٹ میں محفوظ نقوش''نہیں بلکہ''ویڈیو کیسٹ میں محفوظ شعاعیں''،''ٹی وی اسکرین پر جاکر تصویر بنادیتے ہیں''،نہیں بلکہ''تصویر میں بدل جاتی ہیں''لہٰذا ٹی وی تصویر سازی کا آلہ تو ہوا نہیں البتہ تصویر نمائی کا آلہ ضرور ہے لیکن ناپائدار اور وقتی تصاویر دکھاتا ہے نہ کہ پائدار اور قائم مستقر تصاویر۔کیونکہ ٹی وی سے لے کر ویڈیو کیسٹ تک پائدار وقائم تصاویر کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

اب آیئے!حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ کی دلیل کی طرف وہ فرماتے ہیں:

''ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاسکتا ہے۔''

ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ کوئی تصویر نہیں لیتا بلکہ سامنے والی چیزوں کی شعاعوں کو ٹیپ و جذب کر لیتا ہے۔اور شعاعیں ایسی چیز نہیں جنہیں دیکھا جا سکے۔لہٰذا تصویر کو موجود ماننا اور اسے غیر مرئی کہنا صحیح نہیں۔اسی طرح یہ جملہ ''لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے'' غلط فہمی پر مبنی ہے۔وہاں تصویر موجود نہیں تو محفوظ ہونا کیا معنی؟ ٹی وی پر جو چیز دیکھی اور دکھائی جاتی ہے وہ شعاعیں ہوتی ہیں جو بدل کر وقتی تصویر بن جاتیں ہیں اور جس چیز کی شعاعیں ہوتی ہیں، شعاعیں بدل کر وہی چیز بن جاتی ہیں۔اس کام میں سارا عمل دخل ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے آلات کا ہوتا ہے۔

ٹی وی کی تصویروں کا معاملہ صورالخیال (خیال کی تصویر) جیسا بھی نہیں۔کیونکہ موسوعۂ فقیہ کے بیان کے مطابق ''تماشہ دکھانے والے ورق سے اشخاص کی تصویریں کاٹ لیتے تھے، پھر انہی کو چوٹے ڈنڈے پر روک کر چراغ کے سامنے رکھ کر دکھاتے تھے تو اس کا سایہ سفید پردہ ڈھل جاتا تھا اور تماشائیں کو پوری تصویر دکھائی دیتی تھی جو حقیقت میں تصویر کی تصویر ہوا کرتی تھی۔پہلی تصویر ورق کے ذریعہ دوسری تصویر ورق کے سایہ کے ذریعہ۔

صورالخیال کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں پہلے سے ایک تصویر ورق سے کاٹ کر بنالی جاتی تھی جبکہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ میں پہلے سے کوئی تصویر موجود نہیں ہوتی۔

علامہ شامیؒ نے صورالخیال کے ناجائز ہونے کی وجہ خود ہی لکھ دی کہ **لأنھا تبقیٰ معه صورة تامة** (اس لیے کہ اس کے ساتھ مکمل تصویر باقی رہتی ہے)

اسی طرح ٹی وی کے ماہرین کی طرف منسوب یہ بات بھی تعجب خیز اور محتاجِ ثبوت ہے کہ:

> ''ماہرین کا کہنا ہے کہ موسیارہ اور موںظام کی مدد سے بذریعہ مشین (کیمرہ) پہلے پروگراموں کو مع تصویر پر محفوظ قائم کر لیا جاتا ہے۔پھر مشین کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ کر کے ٹی وی تک پہنچایا جاتا ہے لیکن پھر بھی اولاً تصویر کشی ہوتی ہے'' ''مع تصویر محفوظ و قائم کر لیا جانا اور اولاً تصویر کشی ہونا'' کون سے ماہرین کہتے ہیں، ان کا نام لکھنا چاہیے۔ماہرین تو شعاعوں کے جذب و ٹیپ کرنے کی بات کرتے ہیں آخر ٹی وی کے وہ کون ماہرین ہیں جو کہتے ہیں کہ ''پہلے پروگراموں کو مع تصویر محفوظ و قائم کر لیا جاتا ہے'' یا یہ کہ ''اولاً تصویر کشی ہوتی ہے۔''

اگر اس میں تصویر محفوظ ہوتی ہے تو طاقتور سے طاقتور اور حساس سے حساس خورد بین سے بھی نظر کیوں نہیں آتی۔پوری نظر نہ آئے کچھ نقوش ہی نظر آجائیں مگر ایسا بھی نہیں۔بہر حال ماہرین کا نام لکھنے کی ضرورت ہے۔اس کے بغیر یہ دعویٰ محض دعویٰ ہے اور یہ استدلال :

> ''ٹی وی پر جو کچھ نظر آتا ہے وہ محض سایہ نہیں ہے کیونکہ اگر محض سایہ ہوتا تو پروگرام کے ختم ہونے کے بعد اس کو دیکھنے کا امکان باقی نہ رہتا۔''

میں کوئی مضبوط استدلال نہیں، کیونکہ جب پروگرام کے ریز جذب کر لیے گئے تو اصل حیثیت اب ریز (شعاع) کی ہوگئی۔پروگرام اگر چہ ختم ہو جائے لیکن ترتیب سے شعاعیں جذب کی گئی ہیں، شعاعوں کا تعلق جونہی ٹی وی سے قائم ہوگا اسی

ترتیب سے پروگرام پھر دکھائی دینے لگے گا اور یہ شعاعیں غیر مرئی ہوتی ہیں۔ ان کی کوئی شکل وصورت بھی نہیں ہوتی، تفصیل بار بار گزر چکی ہے۔

ایک اشکال جو راقم الحروف کے ذہن میں پیدا ہوا اس کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ عکس ذی عکس کے مشابہ ہوتا ہے۔ ظل (سایہ) صاحب ظل کے مشابہ ہوتا ہے پھر آخر یہاں ٹی وی کی تصویریں جو کہ محفوظ شعاعوں کا عکس قرار دی جارہی ہیں 'وہ شعاعوں کے مشابہ کیوں نہیں؟

یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ اہل سائنس ہی حل کر سکتے ہیں، ان دونوں میں مشابہت ومماثلت کا کیا انداز ہے اسے بس وہی بتا سکتے ہیں۔

البتہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی کے ایک جملہ سے راقم کو اپنا اشکال حل ہوتا نظر آیا۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''آلات جدیدہ کے شرعی احکام'' کے ص ۱۵۰ پر عکس کو صاحب عکس کا ''عرض'' فرمایا ہے اور ''عرض'' اور ''جوہر'' میں مماثلت ضروری نہیں۔ (۹)

الموسوعۃ الفقہیہ میں ٹیلی ویژن کی تصاویر کو مانند عکس وسایہ غیر دائمہ تصویر میں کیا گیا ہے۔

ومن الصور غير الدائمة الصور التليفزيونية فانها تدوم مادام الشريط متحركافاذاوقف انتهت الصورة .(۱۰)

ناپائدار تصاویر میں سے ٹی وی کی تصاویر ہیں کیونکہ جب تک کیسٹ چلتی رہتی ہے تصاویر رہتی ہیں اور جب کیسٹ بند ہوجاتی ہے تصاویر ختم ہوجاتی ہیں۔

یہ عبارت اس بحث کی ابتداء میں عکس وسایہ کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کہ قارئین کرام عکس و سایہ کی بحث پر ایک نظر پھر ڈال لیں اس طرح تصویر کی جو تعریف ہے اسے بھی ذہن میں رکھیں۔

کوئی چیز آلہ میں موجود ہے نظر نہیں آتی، اس کا حکم حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ایک سوال کیا گیا:

''فوٹوگرافی جو ایک آلہ نقل الصوت ہے اس میں تقاریر، نغمات موسیقی اور قراءٔ سے رکوعات قرآن مجید کی آواز میں ایک خاص ایجاد سے بند کی جاتی ہیں...... یہ امر قابلِ گذارش ہے کہ جس آلہ سے اس کی پلیٹ پر صوت پر بھری جاتی ہے اس سے اس کی پلیٹ پر کچھ خطوط ودوائر کے طور پر بن جاتے ہیں اور جب اس کی مشین چلائے

---

(۹) ''عرض'' اور ''جوہر'' فلسفیانہ اصطلاحیں ہیں جوہر اس کو کہتے ہیں جو بذاتہ قائم ہو۔ اپنے قائم ہونے میں کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو، جیسے اجسام وغیرہ' جوہر کو عین بھی کہتے ہیں اور عرض' اسے کہتے ہیں جو بذاتہ قائم نہ ہو' بلکہ اپنے وجود وقیام میں کسی دوسرے (مثلاً جوہر) کا محتاج ہو، جیسے الوان، حرارت وبرودت، حرکت وسکون وغیرہ۔ یہاں فلسفیانہ اصطلاحوں سے دامن بچایا نہیں جاسکتا، کیونکہ زیر بحث مسائل سائنسی ایجادات کا نتیجہ ہیں اور فلسفہ کی ایک قسم ''ریاضیات'' میں سائنس داخل ہے۔

(۱۰) الموسوعۃ الفقہیہ ۱۲/۹۳

جاتی ہے تو اس کا ایک پرزہ جس کے آخر میں ہیرے کی کنی لگی ہوتی ہے وہ کنی ان دوائر پر گشت کرتی ہے اور اس سے صوت پیدا ہوتی ہے وہ خطوط آپس میں کچھ ممتاز نہیں معلوم ہوتے، بلکہ ہر پلیٹ پر خطوط یکساں سے معلوم ہوتے ہیں ممکن ہے کہ فی الواقع کچھ تمایز ہو لیکن محسوس نہیں ہوتا، چلانے والے کو یاد رکھنا پڑتا ہے کہ اس کیسٹ پر فلاں چیز منقش ہے اور اس پر دوسری چیز، پس ان نقوش کا کیا حکم ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ چونکہ یہ آلہ لہو ہے، نہ تذکر، اس لئے بھرنا اور سننا خلاف ادب قرآنی ہے، لیکن اگر کوئی بھر دے تو اس پلیٹ کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہیں؟ اور تعریف قرآن کی اس پر صادق ہے یا نہیں......؟ الخ

حضرت تھانویؒ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

''ان نقوش میں جب تک پڑھے جانے کی صلاحیت ثابت نہ ہو، حروف مکتوبہ کے حکم میں نہیں۔ اس لیے ان کا مس کرنا محدث وجنب کو جائز ہے، جیسا دماغ میں ارتسام الفاظ قرآنیہ کا ہوتا ہے اور اس دماغ کا مس کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر وہ پڑھے جانے لگیں تو اس وقت دلالت وضعیہ غیر لفظیہ کی وجہ سے ان کو حکم حروفِ مکتوبہ کا دیا جائے گا یہ حکم تو نقوش کا ہے اور جو آواز اس سے نکلتی ہے وہ تلاوت نہیں ہے بلکہ نقل اور عکس تلاوت کا ہے، مشابہ صوتِ طیر اور صدا کے پس اس کا حکم بھی تلاوت کا سا نہ ہوگا۔ مثلاً بنابر روایت در مختار وغیرہ اس کے استماع سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا......'' الخ (۱۱)

اس سوال وجواب سے ویڈیو کیسٹ اور سی ڈی کا معاملہ بھی حل ہوتا نظر آتا ہے جو چیز حقیقت میں کسی آلہ میں موجود ہو لیکن دکھائی نہ دے، محسوس ومشاہد نہ ہو، اس پر وہ حکم نہیں لگ سکتا جو اس کے وجود خارجی اور محسوس ومشابہ ہونے کی صورت میں لگتا۔ لہٰذا وڈیو کیسٹ کی غیر مرئی تصاویر (شعاعوں) پر حقیقی تصاویر کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ نہ ان پر وہ وعیدیں صادق آئیں گی جو حقیقی تصاویر سے متعلق ہیں۔ البتہ اگر وہ پروگرام ہی منکرات پر مشتمل ہو تو منکرات کی وعیدیں اس پر صادق آئیں گی۔

قابلِ غور پہلو:

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے ٹیلی ویژن کی تصاویر کی جو تین قسمیں بیان فرمائی تھیں ان میں سے دوسری اور تیسری قسم میں ان تصویروں کا حقیقی واصطلاحی تصویر ہونا ثابت نہیں ہوا۔ البتہ پہلی قسم بلاشبہ تصویر ہی کی ہے یعنی یہ کہ:

''ٹی وی پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہے، اس کو بڑا یا چھوٹا کر کے ٹی وی کی اسکرین پر دکھایا جارہا ہے۔ اسکے تصویر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس لئے اس کو دیکھنا حرام ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو تصویر کا ہے۔'' (۱۲)

(۲) ویڈیو کیسٹ کے علاوہ ایک چیز سی ڈی بھی ہے۔ اس میں بھی ریز (شعاعیں) ہی ہوتی ہیں، تصویر کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ لہٰذا سی ڈی کا حکم بھی ویڈیو کیسٹ جیسا ہے۔ (سی ڈی کو کمپیوٹر میں ڈال کر یا سی ڈی پلیر میں ڈال کر ٹی وی کی طرح دیکھا جاتا ہے)۔

---

(۱۱) امداد الفتاویٰ ۴/۲۴۴

(۱۲) درسِ ترمذی ۳۵۱/۵

ٹی وی: ذریعۂ ابلاغ نہ کہ آلۂ لہوولعب:

ریڈیو اور ٹی وی دوملتی جلتی چیزیں ہیں۔ دونوں کے پروگراموں کی نوعیت بھی تقریباً یکساں ہے۔ فرق یہ ہے کہ ریڈیو میں تصویر نہیں آتی۔ ٹی وی میں تصویر آتی ہے۔ اس لیے ریڈیو کے بارے میں مفتیانِ کرام کی کیا آراء ہیں؟ انہیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ان کی روشنی میں ٹی وی کی حیثیت بھی متعین کی جاسکتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

''ریڈیو کا استعمال اگرچہ عام حکومتوں اور عوام کی بدمذاقی سے مخرب اخلاق اور غیرمشروع چیزوں میں زیادہ کیا جارہا ہے لیکن خبروں اور دوسری مفید اور جائز معلومات کا درجہ بھی اس میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لیے اس کا حکم بھی وہی ہے جو قسم دوم کے آلات کا ہے کہ جائز کاموں میں اس کا استعمال جائز اور ناجائز کاموں میں ناجائز ہے اور اس کی صنعت وتجارت مطلقاً جائز ہے بشرطیکہ اپنی نیت جائز کاموں کی ہو اگرچہ خریدنے والا اس کو ناجائز میں استعمال کرے۔'' (۱۳)

غور کیجیے! حضرت مفتی صاحب نے ریڈیو کے متعلق حکم بیان کرنے سے پہلے جو تین ابتدائی سطریں لکھی ہیں اگر ریڈیو کی جگہ ٹی وی رکھ دیا جائے تو کیا وہی سطریں ٹی وی پر صادق نہیں آجائیں گی؟

بہرحال مفتی صاحب نے ریڈیو کا حکم بیان کرتے ہوئے قسم دوم کے آلات کے حکم کا جو تذکرہ کیا ہے' وہ مذکورہ عبارت سے ایک صفحہ پہلے ''آلات وایجادات جدیدہ کے احکام'' کے عنوان کے تحت یوں ہے:

''جو آلات جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں' ناجائز میں بھی۔ جیسے جنگی اسلحے کہ اسلام کی تائید وحمایت میں بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ مخالفت میں بھی یا ٹیلی فون، تار، موٹر، ہوائی جہاز ہر قسم کی جائز وناجائز عبادت ومعصیت میں استعمال ہوسکتے ہیں۔ ان کی ایجاد، صنعت وتجارت جائز کاموں کی نیت سے جائز ہے اور جائز کاموں میں ان کا استعمال بھی جائز ہے۔ حرام اور معصیت کی نیت سے بنایا جائے یا اس میں استعمال کیا جائے تو حرام ہے۔''

تقریباً یہی رائے حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کی بھی ہے۔ (۱۴)

بعینہ یہی صورت حال ٹی وی کی بھی ہے۔ لیکن جیسا کہ عرض کیا جاچکا۔ ٹی وی میں چونکہ تصویر آتی ہے' اس لیے ریڈیو کی بہ نسبت ٹی وی کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا ٹی وی کی تصویروں کے متعلق شرعی نقطۂ نظر سے بحث وتحقیق کی جانی چاہیے لیکن ریڈیو کی طرح اسے بھی آلات لہوولعب میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ ٹی وی کا ''فی نفسہ شر'' نہ ہونا حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کو بھی تسلیم ہے:

---

(۱۳) آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام۔ص ۲۸

(۱۴) فتاویٰ رحیمیہ۔۲۶۹/۶

''اگر کسی وقت ملک میں اسلامی حکومت قائم ہواور وہ ٹی وی کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر اسے موجودہ منکرات سے پاک کردے ۔ٹی وی میں عورتوں کا گزر نہ ہو، کسی جاندار کی تصویر بھی پیش نہ کی جائے ۔اس کا پورا عملہ صالح مردوں پر مشتمل ہو جو اسے عوامی خواہشات کے تابع رکھنے کے بجائے مفید مقاصد میں استعمال کرے ۔استعمال کی مخصوص حدود وشرائط وقت کے محقق سے طے کرائے تو دریں حالات ٹی وی واقعی آلۂ خیر بن جائے گا اور علماء کو اس پر کوئی اعتراض نہ رہے گا ۔مگر بحالات موجودہ یہ قطعاً آلۂ شر ہے اور اس کے قلب ماہیت کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے ۔''(۱۵)

بہرحال ٹی وی ان چیزوں میں سے ہے جس کے بارے میں فقہی اصطلاح میں کہا جاسکتا ہے کہ:

مالاتقوم المعصية بعينه ''معصیت اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں ۔''

یعنی اصل شے میں معصیت نہیں ۔معصیت استعمال اور خارجی اسباب سے پیدا ہوتی ہے ۔لہوولعب میں اس کا استعمال بھی خارجی عناصر میں سے ہے ۔

اب عالم عرب کی ایک معروف ومشہور شخصیت علامہ یوسف القرضاوی کی رائے بھی ملاحظہ کیجیے:

''ٹیلی ویژن ،ریڈیو ،اخبار اور میگزین کی طرح ہے ۔یہ ساری چیزیں کچھ اغراض ومقاصد کی تکمیل کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں ۔نہ تم انہیں حلال کہہ سکتے ہو نہ حرام ۔ان کی حلت وحرمت کا مدار ان چیزوں پر ہے جن کا ان سے کام لیا جارہا ہے اور جو پروگرام اور جو چیزیں ان پر پیش کی جارہی ہیں ......جیسے تلوار ،مجاہد کے ہاتھ میں ہوتو جہاد کا ایک بڑا ہتھیار ہے اور ڈاکو کے ہاتھ میں جرم کا ایک سامان ......پس شے کا حکم اس کے استعمال کے اعتبار سے ہوگا اور وسائل ہمیشہ اپنے مقاصد کے لحاظ سے حلت وحرمت کا حکم رکھتے ہیں ۔ممکن ہے کہ ٹیلی ویژن ،فکری ،نفسی واخلاقی اور اجتماعی ،تعمیر وترقی کا زبردست وسیلہ بن جائے ۔یہی حال ریڈیو اور اخبار کا بھی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ فساد وبگاڑ اور تخریب کاری کا بڑا سامان بن جائے ۔یہ سب ٹیلی ویژن کے طریقۂ استعمال ،پروگرام اور اس سے نشر کی جانے والی چیزوں کی نوعیت پر منحصر ہے ۔''(۱۶)

فقہائے عظام کی تحریروں سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے بعض وقت لہو کے خالص آلات کی بھی ،نیک مقاصد کے لیے استعمال کی اجازت دی ہے ۔

درمختار میں ہے: **ومن ذلک ضرب النوبة للتفاخر فلوللتنبه فلابأس به**(۱۷)

ملاہی میں سے تفاخر کے لیے ڈھول بجانا ہے اور اگر آگاہی کے لیے بجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔اس کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

---

(۱۵) احسن الفتاویٰ ۔۳۰۴/۸

(۱۶) فتاویٰ معاصرہ ۔۶۹۴/۱

(۱۷) الدرالمختار ۔۲۴۷/۵ کتاب الحظر والاباحۃ

''اس سے اس بات کا پتا چلتا ہے آلۂ لہو بذات خود حرام نہیں بلکہ جب اس سے لہو کا قصد ہو' تب حرام ہے اور یہ قصد خواہ سننے والے کی طرف سے ہو یا جو اس کے ساتھ مشغول ہو اس کی طرف سے ہو۔ اضافت اسی بات کو بتاتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اسی آلہ کا بجانا سننے والے کی نیت کے مختلف ہونے سے' کبھی حلال ہوتا ہے کبھی حرام' اور امور کا اعتبار ان کے مقاصد کے اعتبار سے ہوتا ہے۔''(۱۸)

الامور بمقاصد ھا (امور کا مدار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے) ایک قاعدہ کلیہ ہے۔ اس قاعدہ پر فقہاء کرام نے بہت سے مسائل متفرع کیے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ نے ''الاشباہ والنظائر'' میں' اس قاعدہ کے تحت جو فروع ذکر کی ہیں' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

''قاضیخان نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ انگور کے شیرہ کی بیع، اس شخص کے ہاتھ جو اس سے شراب بناتا ہے۔ اگر تجارت کے قصد سے ہو تو حلال ہے اور شراب بنانے کی وجہ سے ہو تو حرام ہے۔''(۱۹)

جس زمانہ میں گراموفون نیا نیا ایجاد ہوا تھا اور کثرت سے استعمال بھی ہونے لگا تھا' اسی زمانہ میں متعدد حضرات نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے اس کے متعلق استفتاء کیا۔ یہ استفتاء اور جوابات امداد الفتاویٰ کی جلد چہارم ص ۲۳۴ تا ص ۲۵۰ مرقوم ہیں۔ چند جوابات جستہ جستہ درج کیے جاتے ہیں۔ ان جوابات سے ٹی وی کی نوعیت متعین کرنے میں بھی سہولت ہوگی۔

حضرت تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''احکام کبھی شے کی ذات پر نظر کر کے مرتب ہوتے ہیں اور کبھی عوارض پر نظر کر کے اور ان دونوں قسم کے احکام کبھی باہم مختلف بھی ہو جاتے ہیں۔ پس اگر اس آلــہ **مـن حیـث الالة** کی ذات پر نظر کی جائے تو حقیقت اس کی باجہ نہیں۔ چنانچہ ضرب یا قرع یا غمز سے نہیں بجتا۔ اور نہ اس میں کوئی خاص صوت ہے بلکہ یہ حکایت ہے اصوات کی' جیسے گنبد میں صدا یعنی آواز بازگشت کی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو کوئی باجہ نہیں کہتا۔ پس وہ حکم میں تابع ہوگی۔ صوت محکی عنہ کے۔ اگر صوت معازف ومزامیر کی ہے۔ اس کے حکم میں ہے۔ اور اگر وہ غیر مشروع ہے یہ بھی مشروع۔ اگر وہ مشروع ہے۔ یہ بھی غیر مشروع ہے الخ۔''(۲۰)

اسی سلسلے کے ایک اور فتوے میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو چیز اگرچہ بذاتہ جائز وحلال ہو' جائز طریقہ سے بھی اس کا استعمال حرام تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے۔ اہل تلہی سے مشابہت ہو جائے تو یہ چیزیں سد اللذ رائع جائز وحلال سے بھی روکنے میں مؤثر ہوتی ہیں۔ لیکن یہ مفاسد، مفاسدِ عارضہ کہلاتے ہیں اور مفاسد عارضہ اور ضرورت کے درمیان تعارض پیدا ہو جائے تو فوراً منع کا حکم نہیں لگے گا۔ بلکہ قواعد شرعیہ کو دیکھ کر اور ان کی تحقیقات کر کے ایسی صورت حال اپنائی جائے گی۔

---

(۱۸) ردالمختار علی الدر المختار۔ ۲۴۷/۵

(۱۹) الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی۔ ۹۷/۱ (۲۰) امداد الفتاویٰ۔ ۲۴۶/۴

جس سے مفاسد کا انسداد بھی ہو اور ضرورت شرعیہ کی تحصیل بھی ہو جائے۔

پھر حضرت تھانویؒ نے آگے لکھا ہے کہ جہاں سد اللذ رائع کسی چیز کی ممانعت کی جاتی ہے تو یہ احتیاطی حکم ہوتا ہے اور اس کی حفاظت وصیانت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی احوط کو ترک کر دے تو نہ اس پر کوئی مواخذہ کیا جا سکتا، نہ اس کے ساتھ کسی قسم کی بدگمانی کی گنجائش ہے۔(۲۱)

آخر میں حضرت تھانویؒ کی ہی ایک اور چشم کشا عبارت نقل کرنے کو جی چاہتا ہے:

> ''اگر کسی جگہ بدعت ہی لوگوں کی حفاظت کا ذریعہ ہو جائے تو وہاں بدعت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ جب تک کہ ان کی پوری اصلاح نہ ہو جائے۔ جیسے مروجہ میلاد شریف کہ اور جگہ تو بدعت ہے مگر کالج میں جائز بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ اس بہانے سے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر شریف اور آپ کے فضائل و معجزات سن تو لیتے ہیں، تو اچھا ہے کہ اس طرح حضور ﷺ کی عظمت و محبت ان کے دلوں میں قائم رہے۔''(۲۲)

ان تفصیلات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں میڈیا کو جو اہمیت حاصل ہے اور ذرائع ابلاغ جس طرح لوگوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ٹی وی جیسے اہم ذریعۂ ابلاغ کو آلۂ لہو و لعب قرار دے کر دامن جھٹک کر کنارے کھڑے ہو جانا دانش مندی نہیں بلکہ قواعد شرعیہ کی روشنی میں حقائق تک پہنچ کر صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ بھی دیکھنا ہے کہ مفاسد عارضہ کیا ہیں اور ''ضرورت شرعیہ'' کیا ہے؟ اگر دونوں میں تعارض نظر آتا ہے اور فی الواقع کچھ اسی قسم کی صورت حال ہے تو قواعد کی تحقیق کر کے احکام کو اپنے مدارج پر رکھنا وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔

---

(۲۱) درج بالا سطور میں جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ حضرت تھانویؒ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ''امداد الفتاویٰ'' جلد چہارم ص ۲۵۰۔۲۵۱ پر الجواب سے جو مضمون شروع ہوا ہے، جس میں ابتداء اردو میں ہے پھر آخر تک عربی میں ہے اور یہی حصہ زیادہ ہے۔ ان دونوں حصوں کے مضمون کے خلاصہ کو راقم الحروف نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے۔

(۲۲) انفاس عیسیٰ۔ ص ۳۶۸

(جاری ہے)

ندائے سحر

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ کی ریڈیو تقاریر کا قیمتی مجموعہ

روزمرہ کی زندگی میں ہمہ وقت رہنمائی کرنے والی تابندہ تحریریں

ضخامت: ۲۷۲ صفحات — قیمت: ۱۲۰ روپے

صرف ۱۰۰ روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب گھر بیٹھے حاصل کریں

رابطے کے لیے: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔ اے۴/۱۷۔ ناظم آباد نمبر۴ کراچی فون: ۶۶۸۴۷۹۰۔۰۲۱

قاری مجیب الرحمٰن (لاہور)

مروجہ محافل قرأت اور مظلوم قرآن

اپنا بچپن تھا۔ابھی دنیا عالمی گاؤں (Globle Village) بن کر اتنی نہیں سکڑی تھی۔جتنی کہ اب! کمپیوٹر کی شکل تو کجا اس کا نام بھی خال خال سننے میں آتا تھا۔انٹرنیٹ جیسی اہم ایجاد جس کے ذریعے آج ہم گھر بیٹھے بیٹھے مختلف ویب سائٹس پر عالم اسلام کے قرأ کی تلاوتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔تب ایسا سب کچھ خواب تھا۔انہی دنوں ایک دن ٹیپ ریکارڈر پر مصر کے عظیم قاری الشیخ رفعت رحمہ اللہ کی پرسوز تلاوت کانوں میں رس گھولتی ہوئی دل میں اُتر گئی۔وہ جو فیض نے کہا تھا...... ''جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے'' اور......

جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے

کچھ ایسی ہی کیفیت تھی یا پھر ایسی جسے لفظوں میں بیان کرنا شاید ممکن نہ ہو...... پھر بعد میں...... بہت بعد میں' مصر کے ایک اور عظیم قاری الشیخ مصطفیٰ اسماعیل رحمہ اللہ کو سننے کا موقع ملا۔تو سالہا سال دل پر انہی کی حکمرانی رہی۔تاہم حسن ادا کی جو حس اپنے اسلاف بالخصوص امام القرأ حضرت القاری عبدالمالک رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد خاص شیخ القراء حضرت قاری عبدالوہاب المکی رحمہ اللہ کی طویل صحبت سے پائی تھی۔وہ طرزِ ادا کے معاملے میں انہیں اپنا ''امام'' ماننے کو تیار نہ ہوئی۔امام القراء کے ایک اور مایہ ناز شاگرد حضرت قاری حسن شاہ صاحب رحمہ اللہ کی یہ روایت بھی ان کے فرزند ارجمند برادرم قاری سید محمود الحسن صاحب کے ذریعے پہنچی کہ اباجی فرمایا کرتے تھے کہ لہجے کے تو یہ لوگ بادشاہ ہیں۔تاہم جب بات فن کی ہو۔تو پھر ''اُس طرف'' نہیں بلکہ ''اِس طرف'' یعنی اسلاف برعظیم کی طرف دیکھو۔

ادھر کچھ عرصہ سے بین الاقوامی محافل قرأت کا چلن عام ہو رہا ہے اور بالخصوص مصر کے قراء اپنے شعلۂ آواز سے ان محافل کو گرما رہے ہیں۔تاہم ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں ہے کہ آواز کا یہ جادو کچھ زیادہ ہی سر چڑھ کر بولنے لگا ہے جو قلب ونظر کو شکار کرنے کے ساتھ ساتھ ہوش وخرد کو بھی شکار کر رہا ہے اور صورتِ حال حضرت اکبر الہ آبادیؒ کے اس شعر کا مصداق ہوتی جارہی ہے:

عیش کا بھی ذوق، دین داری کی شہرت کا بھی شوق
آپ میوزک ہال میں قرآن گایا کیجیے

بعض قراء کا انداز تلاوت کچھ یوں ہوتا ہے کہ جیسے قرآن نہیں پڑھ رہے بلکہ گا رہے ہیں اور پھر اس پر مستزاد سامعین کی داد ایک اور طرفہ تماشا ہوتی ہے۔جو بقول ایک ظریف کے داد نہیں بلکہ ''بے داد'' (ظلم) ہوتی ہے۔ہم نے شروع

میں الشیخ رفعت کا ذکر کیا تھا۔تب سے اب تک اسلاف واخلاف کا''فرق'' نکالا جائے۔تو کچھ یوں بنتا ہے کہ وہاں'' آمد'' تھی تو یہاں'' آورد''۔وہاں بے ساختگی تھی تو یہاں ساختگی۔وہاں بے تکلفی تھی تو یہاں تصنع وبناوٹ'وہاں آہ آہ! یہاں واہ واہ! ایک کی آہ رسا وآہِ جگر کا دل پر اثر۔دوسرے کی پیچ دیتی ہوئی آواز کا اثر صرف کان پر۔ایک کی تلاوت کا اثر سامعین پر یہ ہو کہ چشم پرنم،دل پرسوز اور جسم خشوع وخضوع کا مرقع۔دوسرے کی آواز کا چڑھاؤ اتار،اس کی پستی وبلندی اور زیر و بم سے مجمع زیر و زبر۔ایک کی تلاوت مُلا کی اذاں ......ایک کی خلافِ شرع شکل دیکھ کر خوش ہو شیطان......ایک سے حاصل ہو حلاوت ایمان دوسرے سے لذت لیں صرف کان۔یہاں یہ حال کہ بات بنائے نہ بنے۔وہاں بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی۔مختصر یہ کہ کہاں وہ سوز عرب کہاں یہ ساز عجم!

اور پھر ان جدید محافل کے'' ماڈرن'' سامعین کی داد بے داد کا منظر بھی دیدنی ہوتا ہے۔کہیں کوئی'' دیوانہ'' نعرۂ مستانہ بلند کر رہا ہے تو کہیں ہاتھ نچا نچا کر ایسے داد دی جارہی ہے کہ جیسے داد نہ دے رہے ہوں بلکہ صدائے احتجاج بلند کر رہے ہوں......کچھ کھڑے رومال ہلا رہے ہیں......تو کہیں یہ منظر بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی پستہ قامت'' چھوکرا'' دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اچھل کود کر رہا ہے......بدقسمتی سے قاری کی آواز اٹھائے نہیں اٹھتی۔یا پھر درمیان میں ہی اکھڑ گئی تو اب سامعین آوازے کسنے کی شکل میں اپنی آواز کا جادو جگا رہے ہیں۔

پہلے تمہاری باری تھی'اب ہماری باری ہے

یوں لگتا ہے جیسے محفل قرأت نہ ہو۔بلکہ عہد قدیم کی دلی ولکھنؤ میں کہیں محفل مشاعرہ برپا ہو۔جہاں سامعین داد کے ڈونگرے برسا رہے ہوں......اور شاعر صاحب آداب وتسلیمات بجا کر داد وصول کر رہے ہوں۔یا پھر کسی غریب شاعر پر پھبتیاں کسی جارہی ہوں۔ماہر القادری مرحوم ہوتے تو آج اپنی شہرہ آفاق نظم'' قرآن کی فریاد'' کے اس شعر کا عملی نمونہ بچشم خود ملاحظہ کرتے۔

دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں

ایک بزرگ قاری کے بقول یہ قرآن پڑھنا نہیں۔بلکہ ذبح کرنا ہے۔یہ ذبح کرنا بھی کئی طرح سے ہوتا ہے۔کہیں تو آواز یوں اٹھائی جاتی ہے۔جیسے کوئی گویا تان اٹھا رہا ہو۔کہیں فن اور طرزِ ادا میں ایسی فاش اغلاط کی جاتی ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔کہیں حرکات کو بڑھایا جارہا ہے۔کہیں مدات میں آواز کو نچایا جارہا ہے۔کہیں حرف مدہ کو اس کی اصلی مقدار سے بڑھایا جارہا ہے اور کہیں مخارج وصفات ذاتیہ سے انحراف کیا جارہا ہے۔کہیں مخفف کو مثقل اور کہیں حالت سکون میں مخرج کو حرکت دی جارہی ہے۔کہیں صورت یوں بگاڑی جاتی ہے کہ معصوم بچے دیکھیں تو سراپا استفسار بن کر پوچھیں کہ ماما انہیں کیا ہوا ہے اور کوئی نکتہ داں دیکھے تو صورت تکتا رہ جائے کہ:

یاالٰہی! یہ ماجرا کیا ہے

کبھی لاؤڈ سپیکر کے دائیں بائیں جھکائی دے کر آواز کو بہت پست کر لینا اور کبھی پڑھتے پڑھتے لاؤڈ اسپیکر کے عین سامنے آواز کے پاٹ اور اس کی گونج کو اتنا اوپر لے جانا کہ گویا کہہ رہے ہوں: ہوشیار، خبردار! کہ اب داد دینے کا وقت آیا۔ کبھی گویوں کی طرح ہاتھوں کو کان پر لے جانا اور کبھی گلوکاروں کی طرح تان اٹھانا اور ہاتھ کو فضا میں اوپر نیچے لہرانا۔ کبھی ہاتھوں سے چہرے کو چھپالینا اور کبھی ہٹالینا۔ ''صاف چھپتے بھی نہیں اور سامنے آتے بھی نہیں'' کی ہو بہو تصویر۔

قرآن کے نام پر سجائی گئی ان محافل میں قرآن گویا دور کھڑا یوں کہہ رہا ہوتا ہے کہ ''یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں۔ ایسے بھی سنایا جاتا ہوں۔'' ہمارے نزدیک ایسی محافل کو محافل قرأت کی بجائے محافل مظاہرہ سانس اور صوت کہنا زیادہ صحیح ہو گا۔ حالانکہ سانس اور صوت تو ایک امر زائد ہے۔ برعظیم پاک و ہند کے معروف قاری شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ اپنی کتاب فوائد مکیہ صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں کہ اگر قوائد تجوید کے خلاف نہ ہو تو خوش آوازی سے پڑھنا امرِ زائد مستحسن ہے۔ اگر چھوٹی غلطی (لحن خفی) کے ساتھ ہو تو مکروہ اور اگر بڑی غلطی (لحن جلی) کے ساتھ ہو تو پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔ لیکن:

مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

چنانچہ یہ کام ان اداروں سے ہوتا ہے۔ جو تجوید و قرأت کی نشر و اشاعت کے داعی ہیں۔ ایسے پلیٹ فارم سے اس طرح کے حضرات کی ایسی تلاوت اور دوران سماعت سامعین کے ساتھ ساتھ خود نکتہ دان فن کی والہانہ داد گویا ایک طرح کی سند ہے کہ اللہ کرے رفتار ترقی اور زیادہ! اور اگر اسی رفتار سے ان محافل اور اس طرح کے کاموں کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہی تو صورتِ حال کہیں حضرت اکبر الہ آبادی کے اس شعر کے مصداق نہ ہو جائے:

رفتار ترقی یہ کہیں ناچ نہ ہو جائے
یہ قرأت مصری کہیں کھماچ نہ ہو جائے

(یادر ہے کہ کھماچ ایک قسم کی راگنی کو کہتے ہیں)

ایک صاحب نظر بزرگ سے پوچھا کہ آخر ایسی فاش اغلاط کے ساتھ تلاوت اور داد کے نام پر اس ہڑبونگ کو روکا کیوں نہیں جاتا۔ جو جاننے والے ہیں۔ وہ کیوں منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔ جواب تھا کہ کوئی مرکزی شخصیت نہیں کہ جس کے سامنے سب سر تسلیم خم کریں۔ ہر بندہ اپنی جگہ گرو اور امام ہے۔ اسی وجہ سے ''جھول ہے، پیچیدگی ہے، ابتری ہے، بھول ہے'' کبھی یہ شہر لاہور قاری محمد اشرف صاحب، قاری اسماعیل صاحب، قاری اظہار احمد تھانوی صاحب، قاری سید حسن شاہ صاحب، قاری شاکر انور صاحب، قاری عبدالعزیز شوقی صاحب اور قاری عبدالوہاب مکی صاحب جیسے اساتذۂ فن کے حلقہ ہائے دروس سے گونج رہا تھا اور اب یوں کہیے: ''وہ عہد گیا، وہ موسم وہ ہنگام گیا''

یا قافلہ در قافلہ ان رستوں میں تھے لوگ
یا ایسے گئے یاں سے کہ پھر کھوج نہ پایا

(میر تقی میر)

ان محافل کی غرض وغایت اور مقصد وحید بہر طور نشر واشاعت تجوید وقرأت اور حصولِ رضاء الٰہی ہونا چاہیے۔ نیز منتظمین وسامعین کو اس بات کا ٹھنڈے دل سے مراقبہ کرنا چاہیے کہ آیا ان محافل کے انعقاد سے کہیں منکرات کی ترویج تو نہیں ہو رہی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ادائیگی مخارج وصفات پر ساز وآواز کو فوقیت دے کر ایک غلط قسم کا ذوق پروان چڑھایا جا رہا ہو؟ اور پھر ایسا نہ ہو کہ یہ ذوق مٹائے نہ مٹے۔

ویسے تو ہمارے اسلاف برعظیم کی سند کا سلسلہ بھی مصری قراء سے ہی ملتا ہے اور اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ قراء برعظیم نے اسلاف قراء مصر کی میراث کی حفاظت اپنے خونِ جگر سے جس طرح کی ہے۔ خود آج کل کے قراء مصر بھی اس پر پورا نہیں اترتے۔ اس لیے فن تجوید وقرأت کے معاملے میں ان اسلاف کی خدمات، ان کے درخشندہ حالات وآثار کے تذکرے اور مطالعے سے آئینہ ایام میں اپنی تصویر دیکھ کر اپنے معائب کو محاسن سے بدلا جائے اور ان کی تعلیمات کو پیش نظر ہی نہیں رکھنا چاہیے بلکہ مسلسل ومکرر اس کا مطالعہ وتذکرہ ہونا چاہیے جس کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ سانس اور آواز وغیرہ کو فن تجوید کے تابع رکھنا چاہیے:

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ
(اقبالؔ)

☆......☆......☆

روایت: ادیب الاحرار منور غوری مرحوم

دو مظلوم......قرآن اور بخاریؒ

جنوری ۱۹۴۸ء میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے خان گڑھ تشریف لے گئے۔ نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب مرحوم انہیں شاہ جی کے مکان پر لے چلے۔

مردان خانہ کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ شاہ جی دھوپ میں بیٹھے قرآنِ پاک کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔

نواب زادہ نصر اللہ خان نے شاہ جی کو خاص کیفیت میں مصروفِ مطالعہ پا کر......بے اختیار کہا......قاضی!

وہ دیکھو دو مظلوم!

قرآن اور بخاری

ایک لاوارث مصحف! اور ایک معتوبِ روزگار انسان!

دونوں ہی انسانیت کی گمراہی پر ملول ہیں

ایک جھکا ہوا

ایک پھٹا ہوا

مہدی معاویہ

اسلام کا مطلوب اسٹیٹ بھی ہے

مولانا محمد عیسیٰ منصوری بھارتی نژاد عالم دین ہیں اور ایک طویل عرصہ سے برطانیہ میں سکونت پذیر ہیں۔ گزشتہ شمارے میں اُن کا ایک مضمون بہ عنوان ''اسلامی معاشرے کو درپیش حقیقی خطرات'' شائع ہوا۔ یہی مضمون ''ماہنامہ'' ''الفرقان'' لکھنؤ کے شمارہ مئی میں ''اسلام کا نصب العین کیا ہے؟'' کے زیرِ عنوان شائع ہوا۔ دراصل مولانا نے مضمون بلاعنوان ارسال فرمایا اور دونوں رسائل میں ادارہ نے اپنے اپنے عنوانات قائم کیے۔ مولانا ایک دردمند دل رکھنے والے بیدار مغز عالم دین ہیں۔ اُن کے خیالات سے تو اختلاف ہوسکتا ہے مگر اُن کے خلوص سے نہیں۔ وہ تنقید برائے تعمیر کو کھلے ذہن سے قبول کرتے ہیں۔ ہمارے ایک قاری نے مولانا کے مضمون پر اپنا تنقیدی نقطۂ نظر ارسال کیا۔ اس طرح مکالمے کی ایک صورت پیدا ہوگئی۔ جناب مہدی معاویہ کا جوابی مضمون اُن کے نقطہ نظر کے طور پر نذرِ قارئین ہے۔ (ادارہ)

''نقیبِ ختم نبوت'' کے شمارہ مئی میں مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب کا ایک مقالہ بہ عنوان ''اسلامی معاشرے کو درپیش حقیقی خطرات'' پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ مولانا عیسیٰ منصوری صاحب ایک صاحب علم اور صاحب فکر و دانش آدمی ہیں۔ خیال تھا کہ اس مقالے میں ضرور ایسی تجاویز ہوں گی جو علمی سطح پر ہوا کا تازہ جھونکا ثابت ہوں گی مگر مولانا کے اس مقالے سے ہم جیسے سادہ لوح بندوں کی تشویش کم کیا ہوئی، اضافہ ہی ہوا ہے۔ ہمارا بھی عمومی مزاج یہ بن چکا ہے کہ مکہ و مدینہ سے اٹھنے والی صداؤں کی طرف توجہ کم کم دیتے ہیں اور لندن، واشنگٹن سے آنے والے افکار و اوہام کو زیادہ رغبت کے ساتھ پڑھتے سنتے اور ان پر سر دھنتے ہیں۔ سیاست کی طرح مذہبی شعور کا منبع و مرکز بھی مغرب کو تسلیم کرلیا گیا ہے **فیا للہ لغربة الاسلام**.

مولانا نے اپنے مقالے میں ''اسلام کا مطلوب اسٹیٹ ہے یا بہبودِ انسانی؟'' کے اردگرد گھومنے والے سوالات کو ایک نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ مقالے کے مندرجات میں سلجھاؤ کی بجائے الجھاؤ زیادہ ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ مولانا خود بھی اپنی فکر میں پوری طرح یکسو نہیں ہیں:

☆ مثلاً ایک طرف مولانا کو گلہ ہے کہ ''صدیوں سے مذہبی طبقے کا دائرہ کار عقائد و عبادات اور نیک بننے کی مشق رہ گیا ہے''...... گویا یہ بھی کوئی کرنے کا کام ہے؟ لیکن دوسری طرف وہ ''دعوت کا ایمپائر'' بھی قائم کرنا چاہتے ہیں۔

☆ ایک طرف وہ فرماتے ہیں کہ اسلام کا مطلوب اسٹیٹ نہیں مگر دوسری طرف اسپین کی مسلم اسٹیٹ کو اپنے خوابوں کی سرزمین میں سجائے بیٹھے ہیں اور وہاں ہونے والی سائنسی ترقی اور علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کو فخر کے طور پر پیش فرماتے ہیں۔ اس باب میں بھی وہ یکسو نظر نہیں آتے۔ مثلاً وہ فرماتے ہیں مسلم سٹیٹس میں حکومتوں کی باہم دگر سر پھٹول کے باوجود مسلم معاشرہ کام کرتا رہا۔ مگر ہمارے جیسے ادنیٰ طالب علموں کو اس سوال کا کوئی جواب نہیں ملتا کہ مسلم معاشرہ اگر اتنا ہی مضبوط تھا اور وہاں کی سائنسی ترقی مسلم حکومتوں سے اتنی ہی بے نیاز تھی تو سقوطِ ہسپانیہ کے بعد یہ ترقی کیوں رک گئی اور وہ

طاقت ور مسلم معاشرہ کہاں گیا۔

☆ مولانا کے مقالے میں انکارِ جہاد کا عنصر تلاش کرنا یقیناً جسارت ہوگی لیکن کیا کیجیے کہ (مولانا) کے دیگر مضامین کو بھی سامنے رکھتے ہوئے) موجودہ مضمون میں محض دعوت اور سائنسی ترقی کو حرفِ آخر کے طور پر اپنانے نیز اسٹیٹ کے حوالے سے جدوجہد کرنے والے مزعومہ ''انتہا پسندوں'' کو امت مسلمہ سے کاٹ کر ایک طرف پھینک دینے کی روش' جہاد گریز تصور کو یقیناً ابھارتی ہے جو عملی نتائج کے اعتبار سے انکارِ جہاد ہی کی ایک شاخ ہے۔ مولانا کی فکر کے مطابق اسٹیٹ اور حکومت تو خود بخود حاصل ہونے والی چیزیں ہیں۔ چوں کہ ''اسٹیٹ اور اقتدار کا لفظ ہی اقوام عالم کے درمیان تناؤ، فاصلے اور بدگمانی کے ڈھیر لگا دیتا ہے۔'' اس لیے مولانا نے اپنے فکر وخیال کا سانچہ ایسا ترتیب دیا ہے جس میں اسٹیٹ اور اقتدار کی معمولی آمیزش نہ ہو۔

سچی بات یہ ہے کہ مولانا کے منتشر خیالات کے حامل اس مضمون کا کوئی مربوط نظم تلاش کرنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ البتہ ایک بات جس پر ہمیں شدید ذہنی خلجان ہوا اور واقعی قابل غور بات ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کیا جانا ضروری ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

> ''ہمارے نزدیک اسلام جیسے آفاقی اور پوری انسانیت کے لیے پیغام رکھنے والے مذہب کو اسٹیٹ کی تنگنائیوں میں بند کرنا ہی ناقابل فہم ہے...... اسٹیٹ اور اقتدار کا لفظ ہی اقوام عالم کے درمیان تناؤ، فاصلے اور بدگمانی کے ڈھیر لگا دیتا ہے...... جب ہم اسٹیٹ کے قیام کے نصب العین کے لیے قرآن وسنت اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو قرآن کی ایک آیت بھی براہِ راست ہم سے اسٹیٹ کے قیام کا مطالبہ نہیں کرتی اور نہ کوئی واضح حدیث اس کام کا مکلّف بناتی ہے۔ البتہ قرآن نے ایمان وعمل صالح پر استخلاف فی الارض کا وعدہ ضرور کیا ہے۔ اسی طرح ہزار ہا احادیث میں ایک حدیث بھی واضح طور پر اسٹیٹ کے قیام کا مطالبہ نہیں کرتی...... یہ بات بھی جائے غور ہے کہ اسلام کے ۱۴ سو سالہ دور میں کسی صحابی، تابعی، مجتہد، محدث، عالم یا فقیہ اور بزرگ وولی نے قرآن وسنت اور سیرت سے اسلام کا نصب العین اسٹیٹ کا قیام نہیں سمجھا...... ہمارے نزدیک اسلام جیسے واضح نصب العین رکھنے والے مذہب کے متعلق یہ تصور ہی ناقابل فہم اور گمراہ کن ہے...... وغیرہ وغیرہ''

یہ ناچیز اگر مذکورہ بالا افکار کو انکارِ قرآن وسنت اور اجماعِ امت کہے تو قبل از وقت بات ہوگی۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ اسٹیٹ کیا ہے؟ یا دینی تحریکیں جب اسٹیٹ کی بات کرتی ہیں تو ان کا مطمحِ نظر کیا ہوتا ہے۔ مثلاً جب مجلس احرار اسلام حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی بات کرتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے' ایک ایسا خطہ وجود میں لایا جائے جہاں شرعی احکام کا نفاذ ہو۔ قرآن وسنت کی حکمرانی ہو، لوگوں کے معاملات کے فیصلے اسی کے مطابق کیے جائیں۔ عمومی طور پر غلبہ دین ہو اور کفر وشرک مغلوب ہوں۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ جب شرعی احکام کا نفاذ کیا جائے گا تو اس کے لیے کسی خطے کی ضرورت بھی ہوگی

۔کیونکہ یہ احکام ہوائی چیز نہیں ہیں کہ محض فضا ہی فضا میں قائم کر دیئے جائیں اور لوگ خود بخود متمتع ہوتے رہیں۔اس حوالے سے متعدد علماء امت کی تصریحات موجود ہیں۔

علی بن محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احکام السلطانیہ'' میں امامت وخلافت کی تعریف اس طرح کی ہے:

''نبی اکرم ﷺ کی نیابت میں دین کی حفاظت اور دنیا کی سیاست کا نام خلافت ہے۔''

''عقائد نسفیہ'' میں علامہ نسفی رحمہ اللہ نے اس طرح تعریف کی ہے:

''حضور ﷺ کی نیابت میں اقامت دین کی اس سرپرستی اور قیادت کا نام خلافت ہے۔جس کی متابعت واطاعت تمام انسانوں پر واجب ہو۔''

قرآن مجید میں اسی خلافت کو بطور نعمت ذکر فرمایا گیا ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ)

''اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَاتَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ (سورۃ ص)

''اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دے گی''

اہل سنت والجماعت نے نصب امامت وخلافت کے لیے قرآن کریم کا مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا ہے:

(۱) **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ** (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر تمہارا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر۔''

(۲) **وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ** (النساء)

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں''

(۳) **وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ** (المائدہ)

''اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے اس قانون کے مطابق حکم کیا کر جو قانون اللہ نے نازل کیا ہے''

(۴) **فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَاءَ ھُمْ**

''پس لوگوں میں اس قانون کے موافق، جو اللہ نے اتارا حکم کرو، اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو''

(۵) وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء)

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو‘

ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر وہ احکام نافذ کرو جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمائے ہیں پہلا خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے اور آپ کے واسطے سے پوری امت کو خطاب ہے، جب یہ مسلمانوں کو حکم ہوا تو تنفیذ شریعت کا یہ عمل خلیفہ وسلطان کے بغیر ممکن ہی نہیں لہذا مسلمانوں پر خلیفہ وامام واجب ہوگیا تاکہ وہ پوری قوت اور نظم وضبط کے ساتھ ان احکام کو نافذ کریں۔ احکام کی تنفیذ کے لیے امام کے پاس قوت وطاقت، فوج اور خطۂ ارض ہونا ضروری ہے۔

اب آتے ہیں حدیث کی طرف کہ وہاں ہمیں قیام خلافت کا ’’اشارہ‘‘ ملتا ہے کہ نہیں؟

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی حالت میں انتقال کر گیا کہ اس کی گردن میں کسی خلیفہ کی بیعت نہ تھی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی امام کی بیعت کی اور اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ میں رکھ لیا اور اپنے دل کی محبت کو اس پر پیش کر دیا تو اس کو چاہیے کہ مقدور بھر اس کی اطاعت کرے اور اگر کوئی شخص آ کر امیر کے ساتھ امارت پر جھگڑنے لگے تو تم سب اس دوسرے کی گردن اڑا دو (مسلم)

(۳) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جماعت حقہ کے ساتھ مل کر رہنا اللہ کی رحمت ہے اور جماعت حقہ سے الگ رہنا عذاب الٰہی ہے۔ (مسند احمد)

(۴) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ امام عادل اور خلیفۂ عادل کی اطاعت میں ایک دن گزارنا ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہ اور اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کو قائم رکھنا چالیس دن کی رحمت والی بارش سے زیادہ باعث برکت ہے۔ (طبرانی)

(۵) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام وخلیفہ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام وخلیفہ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (بخاری)

خلافت اسلامیہ کا قیام واستمرار اہم ترین واجبات میں سے ہے اور یہ بات اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس چیز کو سب سے زیادہ ضروری سمجھا وہ نصب امام ہی کا مسئلہ تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی تدفین بھی بعد میں کی گئی۔ خلفاء راشدین کے دور میں جب بھی کسی خلفیۃ المسلمین کا انتقال ہوا فوراً آئندہ خلیفہ کی بیعت کر لی گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد فرمایا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنے بعد خلیفہ نامزد فرمایا۔ چنانچہ علامہ شیرستان نہایۃ الاقدام میں لکھتے ہیں کہ:

’’صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ اجماع ایک قطعی دلیل ہے کہ نصب امام اور خلیفہ کا تقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔‘‘

علامہ ابن حجر ہیثمی صداعق الحرقہ میں فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام ؓ نے قیام خلافت کو اتنا اہم و واجب قرار دیا کہ اس کو حضور ﷺ کی تدفین پر مقدم کیا''

علامہ ماوردی اپنی کتاب احکام السلطانیہ میں لکھتے ہیں:

''نصب امام اور قیام خلافت بالا جماع مسلمانوں پر واجب ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں''

علامہ نوی ''شرح مسلم'' میں لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام مسلمانوں پر ایک خلیفہ کا مقرر کرنا واجب ہے''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب منہاج السنہ میں لکھتے ہیں:

''اسلامی خلافت دین کے بڑے واجبات میں سے ایک واجب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام کا قائم رہنا خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہے کیونکہ انسان کی زندگی کے اجتماعی مصالح خلافت کے بغیر ناممکن ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے یہ دونوں خلافت و امامت اور قوت کے بغیر نامکمل ہیں''

حضرت امام غزالیؒ ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' میں لکھتے ہیں:

''دین و دنیا اور مال و جان کی حفاظت بغیر امام و سلطان اور خلیفہ کے ممکن نہیں چنانچہ کسی خلیفہ کے انتقال کے بعد جو فتنے اور فسادات سر اٹھاتے ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ اگر نئے خلیفہ کے تقرر کے بغیر اوقات یوں ہی گزرنا شروع ہو جائیں تو دائمی فساد اور قتل و غارت گری شروع ہو جائے گی (جیسا کہ ہمارے آج کے زمانے میں ہو رہا ہے)......یہی وجہ ہے کہ مقولہ مشہور ہے الدِّینُ والسلطان توءمانِ یعنی دین اور خلیفہ دونوں جڑواں بھائی ہیں۔''

آگے چل کر حضرت امام غزالی نے نہایت حکیمانہ انداز میں اس بات کو واضح فرمایا ہے جو آج کل جدیدیت پسند جہاد گریز مخالفین کے لیے سرمۂ بصیرت ہے وہ فرماتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے لوگ الگ الگ رائے رکھتے ہیں' ان کے الگ الگ طبقات ہیں اور سب کے الگ الگ خیالات ہیں اب اگر ان کو اسی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے تو سب تشتت و افتراق اور نفاق کا شکار ہو جائیں گے (جیسا کہ آج کے زمانے میں ہے) اب اگر یہ سب خیالات اور احساسات اور جذبات ایک احساس اور ایک رائے اور ایک جذبے کے ماتحت نہ ہو جائیں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس بیماری کا واحد علاج یہی ہے کہ یہ سب خیالات ایک ایسے بادشاہ اور خلیفہ کے تابع ہو جائیں جو طاقت ور اور صاحب قدرت خلیفہ ہو۔ معلوم ہوا کہ دین اور دنیا دونوں کے سنبھالنے اور ان کے انتظام کے لیے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔''

امام المجاہدین امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ امامت و خلافت کی ضرورت اس طرح بیان فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''حقیقت میں مطابق مقولہ مشہور ہے کہ ''دین و سلطنت جڑواں ہیں'' ۔ اگرچہ یہ قول حجت شرعی نہیں ہے لیکن مدعا کے موافق ہے کہ دین کا قیام سلطنت کے ساتھ ہے اور وہ دینی احکام جن کا تعلق

سلطنت سے ہے سلطنت کے نہ ہونے سے صاف ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور خلافت کے نہ ہونے کی صورت میں مسلمانوں کے کاموں کی خرابی، سرکش کفار کے ہاتھوں ان کی ذلت ورسوائی، شریعت مقدسہ کے بے حرمتی، شعائر اللہ کی توہین اور مسلمانوں کی مساجد ومعابد کی تخریب جیسے فسادات کا ظاہر ہونا بالکل واضح ہے۔'' (تاریخ دعوت وعزیمت ص ۴۰۵)

علماء ومحدثین اور مجتہدین نے جہاں قیام سلطنت وخلافت کا وجوب بیان کیا ہے وہیں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ فریضہ کن لوگوں پر عائد ہوتا ہے۔ قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں:

''قیام خلافت فرض کفایہ ہے، دوقسم کے لوگوں پر اس کے قیام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اوّل وہ لوگ ہیں جو درجۂ اجتہاد پر فائز ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں جن میں خلیفہ وامام بننے کی شرائط پائی جاتی ہیں۔''

(احکام سلطانیہ لابی یعلیٰ ص ۱۹)

علامہ ماوردی شافعی فرماتے ہیں:

''نصب امام فرض کفایہ ہے، اگر اس کام کے لیے کوئی کھڑا نہیں ہوا تو پھر دوقسم کے لوگوں کو اٹھ کر کھڑا ہونا ہوگا ایک تو اہل اجتہاد اور اہل انتخاب کو چاہیے کہ وہ کسی کو خلیفہ کے طور پر منتخب کرلیں دوسرے وہ لوگ ہیں جو امامت کی اہلیت رکھتے ہیں۔'' (احکام السلطانیہ لامام ماوردی)

حاصل کلام:

مولانا عیسیٰ منصوری صاحب نے فرمایا کہ انہیں قرآن وحدیث سے کہیں کوئی واضح اشارہ اسٹیٹ کے قیام کا نہیں ملتا نہ ہی کسی مجتہد، فقیہہ، عالم اور محدث اور بزرگ وولی نے اسلام کا مطلوب اسٹیٹ سمجھا ہے۔ ہم نے قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ وامت سے بدلائل ثابت کردیا ہے کہ اسٹیٹ کے حوالے سے مختلف دینی تحریکات کی جدوجہد کسی خانہ ساز نظریئے کے تحت نہیں اور نہ ہی سید مودودی، حسن البناء اور قطب شہید کو اس میں اختصاص ہے بلکہ یہ جدوجہد قرآن وسنت کے منشا کے عین مطابق ہے اور اس پر اجماعِ امت اور تعامل امت ہے۔ اب مولانا فرمائیں کہ ''قرآن کی کوئی ایک آیت اور کوئی واضح حدیث اسٹیٹ کے قیام کا مطالبہ نہیں کرتی...... یہ تصور ہی ناقابل فہم اور گمراہ کن ہے'' نیز وہ فرمائیں کہ ''جب کبھی معاشرہ و افراد پر ایمان واسلام کا رنگ چڑھا وہ خود بخود اسلامی اسٹیٹ قائم ہوگی''...... یہ کہنا بجائے خود ہمیں ناقابل فہم اور گمراہ کن لگا اس لیے کہ یہ قرآن وحدیث کی نصوص اور اجماع امت کا کھلا انکار ہے اور یہ خود بخود والی بات تو اچھا خاصا مخول محسوس ہوئی۔ ذرا غور فرمایئے! امام المجاہدین سید احمد شہیدؒ کا رائے بریلی سے برصغیر کا طویل چکر کاٹ کر پشاور پہنچنا اور اسلامی اسٹیٹ قائم کرنا، بالآخر تمام ساتھیوں سمیت مظلومانہ مارے جانا، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی کا بغیر کسی تیاری اور ساز و سامان کے شاملی کا جہاد کرنا، حضرت شیخ الہند کا تحریک ریشمی رومال چلانا، افریقہ کے صحراؤں میں شیخ احمد السنوسی کا جہاد و حکومت کے لیے مارا مارا پھرنا...... یہ سب تو احمقانہ حرکتیں ہوئیں۔ کیا کوئی مسلمان دینی جدوجہد اس لیے کرتا ہے کہ دنیوی

فائدہ حاصل ہو؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ان کٹھن وادیوں سے گزرتا ہے خواہ فتح حاصل ہو یا شکست مقدر ہو۔

ہم نے مولانا کا پورا مضمون پڑھا، ہمیں نہ تو کہیں خطرات کی بات نظر آئی اور نہ ہی سدِ باب کی ٹھوس تجاویز معلوم ہوئیں، الٹا بہت سی باتوں پر سوالیہ نشان ضرور پیدا ہوئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے دانش وروں کا خفقانی طبیعت رکھنے والا طبقہ علمی طور پر مغرب کے سامنے سپر انداز ہو چکا ہے۔ مغرب کی مادی ترقی، سائنسی عروج اور ٹیکنالوجی کی بہتات نے بوکھلا دیا ہے۔ حالانکہ یہ سب قرآن کی زبان میں دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔ عالم اسلام کو سائنسی ترقی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی ایمان، عمل صالح، جرأت و ہمت، شجاعت اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کبھی نہ ختم ہونے والی قوت وطاقت پر غیر متزلزل یقین واعتماد کی ضرورت ہے، اسی کے لیے محنت کی ضرورت ہے۔ صرف سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کی بہتات تو ان پاکیزہ ایمانی صفات کو ملیا میٹ کرتی ہیں۔

اقوامِ عالم (کفار) ہمارے اسٹیٹ کے قیام کی جدوجہد سے تناؤ میں آجاتی ہیں یا ان کے سامنے بدگمانی کے ڈھیر لگ جاتے ہیں تو ان کی بدقسمتی۔ وہ تو ہمارے مسجد بنانے، نماز پڑھنے، داڑھی رکھنے، حج کا فریضہ ادا کرنے، زکوۃ دینے اذان دینے اور حجاب اختیار کرنے سے بھی تناؤ میں آجاتی ہیں......تو کیا ان شرعی امور کو اس لیے چھوڑ دیا جائے گا کہ اقوام عالم کہیں بدگمان نہ ہو جائیں......خوش فہم کب تھیں؟ سادگی کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔

آج امتِ مسلمہ کو جتنا خطرہ باہر سے ہے اس سے کہیں زیادہ خطرہ اندر سے ہے۔ ہمارے مختلف طبقات ایک دوسرے کے کام کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں، اہل تبلیغ ودعوت اہل جہاد کی نکیر کرتے ہیں، خانقاہ والے سیاست والوں کو رگید تے ہیں، سیاست والے اپنے سوا کسی کو امت کا کھیون ہار ماننے کے لیے تیار نہیں۔ رہا اہل فکر ودانش کا طبقہ اس کا اپنا مخصوص مزاج اور پیرایۂ اظہار و بیان ہے جس میں وہ اپنے علاوہ کسی کو فٹ نہیں پاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ امت کے لیے سب سے زیادہ خطرناک طبقہ یہی ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ امت کے تمام طبقات ایک دوسرے کے کام کو تسلیم کریں، اپنے کام کے اثبات کے ساتھ دوسرے کے کام کو سراہیں اور مدد وتعاون کی راہیں تلاش کریں۔ آپ ہی بتائیے کہ اہل تبلیغ نہ ہوں تو عامۃ الناس کو دین کی طرف راغب کون کرے گا؟ خانقاہ والے نہ ہوں تو تزکیۂ نفس وتطہیرِ قلب کا فریضہ کون انجام دے گا؟ اہل مدارس نہ ہوں تو دینی علوم کی حفاظت کیونکر ممکن ہوگی؟ اہل جہاد نہ ہوں تو سرکش کفار کو جواب کون دے گا؟ اہل سیاست نہ ہوں تو دینی اقدار کی پاسبانی کا کام کون کرے گا؟......آپ کو، مجھے یا کسی کو بھی کسی فرد یا جماعت سے شکایات ہو سکتی ہیں اور یقیناً جائز ہو سکتی ہیں مگر ان کا اظہار محبت، ہمدردی اور دل سوزی کے ساتھ ہونا چاہیے نہ کہ کسی طبقے کو انتہا پسند قرار دے کر سوادِ اعظم سے کاٹ کر علیحدہ کر دینے کا جذبہ ہونا چاہیے۔ یہ ناممکن ہے کہ سارے طبقے اپنے اپنے کام چھوڑ کر ایک ہی کام میں لگ جائیں اور ''دعوت کا امپائر'' قائم کرنے کے لیے زندگیاں کھپا دیں......سب کے مورچے الگ ہیں۔ ضرورت ان مورچوں کے آپس میں ربط وضبط کی ہے، مل جل کر ایک دسرے کا دکھ سکھ سہتے ہوئے مغرب کی عسکری، تہذیبی، ثقافتی، سائنسی اور علمی یلغار کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

خانہ بدوش کے قلم سے

بھولی بھکارن بت کدے میں

آپا بشریٰ رحمٰن کا میرے دل میں ان کے علم اور قلم کی وجہ سے بڑا احترام ہے۔ احباب کی مجلس میں جب بھی اُن کا ذکر کرتا ہوں تو آپا ہی کہتا ہوں۔ مگر حق کی پاسداری، اسلامی روایات کا احترام اور اسلام کی سچی اور کھری دعوت مجھے ایک لاکھ آپا بشراؤں سے زیادہ عزیز ہے۔

''بھولی بھکارن'' کو کیا ہوا کہ روشن خیالی کے خمار میں دہلیز کعبہ کو چھوڑ کر ''پرارتھنا'' کے لیے بت کدے کو جا نکلی۔ وہ پاکیزہ جبین جو ربِ محمد (ﷺ) کے سامنے جھکنی چاہیے' شوقِ رواداری میں اک بت کدے کے سامنے سرنگوں کر دی۔

دیکھ! مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زُنّاری بھی دیکھ

ہر چیز کی حدود متعین ہیں جن کی پاسداری کا حکم ہے۔ ان کو پھلانگ کر آدمی دائرۂ عدل سے نکل کر ظلم کی وادی میں جا گرتا ہے۔ ایسوں کو قرآن ظالم شمار کرتا ہے۔

مروت و روشن خیالی کی اس ادائے دلبرانہ پر ایک قابل احترام صاحبِ قلم نے (جو مُلاّ نہیں وکیل ہیں) نے گرفت کی تو آپا نے برہم ہو کر اُن پر مُلاّ کی پھبتی کسی۔ ایک مولویؒ کی بیٹی کے قلم سے مُلاّؤں کو کوسنے دینا عجیب سا لگتا ہے؟ شاید وہ سمجھتی ہیں کہ اس عمل سے ان کے پتاجی کی آتما کو شانتی ملے گی۔ ان کی تمام ''لن ترانیاں'' عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں۔

آپا بشریٰ نے اپنے دار المطالعہ میں مختلف شاہکاروں اور فن پاروں کی موجودگی کا ذکر کیا۔ جس سے ان کی کتاب دوستی اور علم سے محبت و شغف کا پتا چلتا ہے۔ یقیناً ان کے کمرۂ مطالعہ میں غلام فریدؒ کے علاوہ کلامِ فرید بھی ہوگا۔ دواوینِ شعراء، افسانہ و ناول ہی کی دھما چوکڑی نہیں ہوگی بلکہ کتبِ تفسیر کو بھی جگہ ملی ہوگی۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا پیر سید کرم شاہ الازہریؒ اگر مُلاّ نہ ہو تو ان میں سے کسی بھی بزرگ کی تفسیر اُٹھا کر دیکھیے۔ مجھے امید ہے کہ محترمہ آپا بشریٰ رواداری، روشن خیالی کے جنگل میں اتنا آگے نہیں نکلیں کہ وہ سورۃ کافرون کی تفسیر اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکیں۔

مشرکین مکہ نے سرکار (ﷺ) کو مفاہمت، رواداری کے روشن پہلو پیش کیے اور اعتدال پسندی کا سبق سنایا۔ جس پر ربِ کائنات نے سید الکونین، آقائے نامدار، تاجدارِ مدینہ ﷺ کو ان کی روش چھوڑ کر اپنے ہی طریقے پر چلنے کا حکم دیا۔ کاش آپا...... لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں کہ محسن انسانیت (ﷺ) کو کیا حکم مل رہا ہے۔ کیا آپا بشریٰ (خاکم بدہن) سرکار سے بھی زیادہ بامروت و روادار ہیں؟

ہمارے لیے اُسوہ اور نمونۂ کامل محسن انسانیت ﷺ ہیں (تمام احترامات کے باوجود) بلھے شاہ نہیں، غلام فرید کو پڑھنے والے فرید کا کلام بھی پڑھ لیا کریں۔ کھلے ذہن کے ہم بھی معترف ہیں مگر ذہن اتنا بھی کشادہ نہ ہو کہ عقل و دین نکل کر باہر آجائیں۔

آپا بشریٰ بتائیں! قشقہ کھینچنا، دَیر میں بیٹھنا، پرارتھنا کرنا ہی تھا تو قیامِ پاکستان کا کیا جواز ہے؟ کیا ان ''کافرانہ اداؤں'' سے قیامِ پاکستان کی تمام جدوجہد بیکار ثابت نہیں ہوتی۔

ہم پوچھتے ہیں مسلمِ عاشق مزاج سے
الفت بتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیا

کیا آپ اُن روشن خیال اعتدال پسندوں کی صف میں کھڑا ہونا چاہتی ہیں جو تخریبِ وطن کے درپے ہیں جو قیامِ پاکستان کو ایک لاحاصل جدوجہد کہتے ہیں۔

علماء اور کسبِ حلال

از: مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ تعارف مصنف و کتاب: سید عزیز الرحمٰن
مختلف طبقات اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے علماء، صوفیاء، مجتہدین
محدثین، مفسرین، فقہا اور اہل قلم کا جامع، مبسوط اور تاریخی تذکرہ
صرف ۸۵ روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب گھر بیٹھے حاصل کریں
رابطے کے لیے: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔ اے ۴/ ۱۷۔ ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی
فون: ۰۲۱-۶۶۸۴۷۹۰ موبائل: ۰۳۰۰-۲۲۵۷۳۵۵

عبداللہ منتظر

انڈونیشیا میں قادیانیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیسے ہوا؟

جون ۲۰۰۰ء میں قادیانیوں کے سرغنہ مرزا طاہر نے انڈونیشیا کا دورہ کیا۔اس دورے کی دعوت انڈونیشیا کی سب سے بڑی اور مؤثر ترین اسلامی جماعت ''محمد یہ'' کے ایک ممبر ڈاکٹر دوام قلاوۃ راہار جو نے دی تھی۔مرزا طاہر کی اس وقت کے صدر عبدالرحمٰن واحد سپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر امین رئیس سے ملاقاتیں کرائی گئیں جبکہ علماء، دانشوروں، قلم کاروں اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کے رہنماؤں کے ساتھ ایک خصوصی عشائیے (ڈنر) کا اہتمام بھی کیا گیا۔آبادی کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے مسلمان ملک میں یہ پذیرائی دیکھ کر مرزا طاہر اور اس کے پیروکاروں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی اور منہ خوشی سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔کہاں عالم اسلام میں احمدیوں کے ساتھ اچھوتوں جیسا سلوک اور کہاں یہ سرکاری پروٹوکول......سو مرزا طاہر نے انڈونیشیا سے لندن واپسی پر اعلان کیا کہ جماعتِ احمدیہ کا عالمی ہیڈ کوارٹر لندن سے انڈونیشیا منتقل کیا جائے گا۔مرزا طاہر کے دورہ انڈونیشیا کی تفصیلی رپورٹ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے ۷ تا ۱۳ جولائی ۲۰۰۰ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیے کسی مسلمان ملک میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرنا قادیانیوں کا پرانا خواب ہے کیونکہ ہیڈ کوارٹر لندن میں ہونے کے باعث عام مسلمان ان کے فریب میں ذرا مشکل سے پھنستے ہیں اور ان کی پیدائش میں انگریزوں کا کردار فوراً آشکارا ہو جاتا ہے۔عام مسلمان سوچتا ہے کہ ہماری محبت وعقیدت کے مراکز تو حجاز مقدس میں ہیں جبکہ دنیا بھر میں برپا ہونے والی ہر تحریک کی جڑیں کسی نہ کسی مسلمان ملک میں ہیں۔یہ کیسی تحریک ہے جس کی شروع سے اب تک انگریز ہی سرپرستی کرتے رہے ہیں۔چنانچہ اب مرزا طاہر اور اس کے مرزائی چیلوں کے لیے ایک سنہری موقع ہاتھ آ گیا کہ وہ ایک مسلمان ملک کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں۔

انڈونیشیا میں تقریباً ۴۸ مذہبی جماعتیں سرگرم ہیں۔مسلم آبادی کا تقریباً چالیس فیصد سلفی العقیدہ (اہل حدیث) لوگوں پر مشتمل ہے جبکہ شافعی المسلک مقلدین کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی ہے۔تاہم سیاسی طور پر یہاں اہل حدیث سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔ان کی ایک سیاسی تنظیم محمد یہ ہے۔انڈونیشیا کے موجودہ صدر سوسیلو بمبانگ یبودویونو کا تعلق بھی اسی تنظیم سے ہے جبکہ چار سابق صدور سویکارنو، سوہارتو، بی جے جیبی اور میگاوتی کا تعلق بھی اسی تنظیم سے تھا۔وہ اس کے چیئر مین رہے ہیں جس طرح پاکستان میں حنفی بریلوی ہیں' یہ لوگ شافعی بریلوی کہلائے جا سکتے ہیں۔ایک تیسری موثر مذہبی تنظیم یا ادارہ مجلس علمائے انڈونیشیا کا ہے۔یہ تنظیم حکومت کے تعاون سے کام کرتی ہے اور مذہبی امور میں حکومت اس کے مشوروں سے فیصلے کرتی ہے۔اس کے ممبران کی تعداد ۳۵۰ ہے اور ہر مسلمان تنظیم کا نمائندہ اس مجلس میں شامل ہے۔یہ مجلس علماء ۱۹۸۰ء میں قادیانیوں کے کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ دے چکی ہے تاہم قادیانی عقائد کے بارے میں عوام

میں زیادہ معلومات نہ ہونے کے باعث وہاں کوئی بڑی عوامی تحریک برپا نہ ہوسکی اور یہ لوگ اندر ہی اندر اپنی جڑیں پھیلاتے رہے۔

پاکستان سے بھی مرزائی انڈونیشیا میں تبلیغ کے لیے جاتے ہیں۔ ربوہ سے جانے والا ایک چیمہ نامی شخص انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کا امیر بھی رہ چکا ہے۔ جبکہ ملک محبوب نامی ایک پاکستانی مرزائی انڈونیشیا کے مرزائیوں کے مالی امور کا نگران اور بہت بڑا افنانسر ہے۔ انڈونیشیا سے طلباء کو ربوہ بھیجا جاتا ہے۔ جو تعلیم کی تکمیل کے بعد بڑی روانی سے اردو بولتے ہیں۔ انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ سے محض پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر قادیانیوں نے ۱۳۷ ایکٹر Kemang Parang مرکز قائم کرلیا جبکہ پورے ملک میں ۴۰۰ ذیلی مراکز قائم کرلیے۔ کمانگ پرانگ مرکز کو ہی قادیانیوں کا عالمی ہیڈ کوارٹر بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور تعمیر کا کام زور و شور سے شروع ہوگیا۔

اس دوران ایک اہل حدیث عالم دین حاجی امین جمال الدین قادیانیوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ وہ ۱۹۷۴ء سے قادیانیوں کے خلاف سرگرم ہیں۔ تاہم انڈونیشیا کے قومی زبان کا بھاشا میں قادیانیوں کے عقائد کے بارے میں لٹریچر نہ ہونے کے باعث عام مسلمان مرزائیت کے بارے میں حقائق سے پوری طرح آگاہ نہ ہوسکے۔ اس کے باوجود حاجی صاحب کی کوششوں سے شمالی سماٹرا کے میدانی علاقے کی مقامی حکومت قادیانیوں کی کتاب تذکرہ کا بھاشا میں ترجمہ کیا تو لوگوں کی آنکھیں کھلیں تاہم ۲۰۰۰ء میں مرزا طاہر کے دورے اور سرکاری پروٹوکول نے قادیانیوں کو حد سے زیادہ پر اعتماد کردیا۔ ادھر حاجی صاحب نے بھی اپنی تحریک میں شدت پیدا کردی۔ جولائی ۲۰۰۵ء میں حاجی امین قادیانیوں کے بارے میں ایک خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ ایک مذہبی رہنما حبیب (سید) عبدالرحمٰن نے ان کا خطبہ جمعہ سنا تو کافی متاثر ہوئے اور حاجی امین کو ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ چنانچہ ۸/ جولائی کے جمعۃ المبارک کے بعد قادیانیوں کے مرکز کے باہر مظاہرہ کیا گیا۔ ۱۵/ جولائی کے مظاہرے میں سید عبدالرحمٰن نے اپنے ہزاروں حامی بلا لیے جبکہ عام مسلمانوں کی بڑی تعداد بھی پہنچ گئی۔ یوں تقریباً پچاس ہزار مسلمان قادیانیوں کے مرکز کیمانگ پرانگ کے باہر جمع ہوگئے۔ حبیب (انڈونیشیا میں حبیب سید کو کہتے ہیں) عبدالرحمٰن نے حکومت کو الٹی میٹم دیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر یہ مرکز خالی کر کے اسے تالے لگائے جائیں ورنہ ہر چیز جلا کر راکھ کردی جائے گی اور مرکز میں موجود قادیانیوں کو قتل کردیا جائے گا۔ اس وقت اس مرکز میں تقریباً ۵ ہزار قادیانی موجود تھے۔ صورتحال کی سنگینی کے پیش نظر وہاں فوج طلب کرلی گئی اور وہاں موجود قادیانیوں کو سرکاری گاڑیوں میں وہاں سے نکال کر مرکز کو تالا لگا دیا گیا۔ الحمدللہ اس وقت سے اب تک انڈونیشیا میں موجود قادیانیوں کے تمام مراکز بند ہیں۔ حاجی امین کا یہ مطالبہ کہ قادیانیوں کو سرکاری طور پر کافر قرار دیا جائے، زور پکڑتا چلا جارہا ہے۔ صدر سوسیلو نے مجلس علماء انڈونیشیا کا ایک اجلاس بلایا۔ علماء نے دلائل و براہین سے صدر کو مطمئن کردیا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں۔ صدر نے کہا کہ اگر تمام سرکردہ مسلمان تنظیموں کے دستخطوں پر مشتمل ایک خط میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اس کا حکم جاری کردیں گے۔ سرکردہ ۴۸ تنظیموں میں سے ۴۶ نے

دستخط کر دیئے ہیں لیکن دو سب سے بڑی تنظیموں ''محمدیہ'' اور ''نہدۃ العلماء'' نے اس خط پر دستخط نہیں کیے۔ محمدیہ نے اپنی مجلس عاملہ کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ بعض داخلی وجوہات اور فسادات سے بچنے کے لیے وہ اس خط پر دستخط نہیں کریں گی۔ مجلس علماء نے ابھی نہدۃ العلماء سے رابطہ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر محمدیہ دستخط کر دیتی ہے تو نہدۃ العلماء کے پاس اسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ بھی دستخط کر دے۔ اس صورت حال کے پیش نظر حاجی امین نے سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے تا کہ قادیانیوں کو سرکاری طور پر کافر قرار دیا جا سکے۔

حاجی امین کی تحریک کی سب سے زیادہ ضرورت بھاشا انڈونیشیا میں قادیانیوں سے متعلق لٹریچر ہے۔ اس حوالے سے پسرور سے تعلق رکھنے والے بھائی عباس اور ان کی عالمی تحریک ختم نبوت کی کوشش قابل قدر ہیں لیکن ناکافی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی ایسا بھائی جو انڈونیشیا بھاشا اردو اور عربی جانتا ہو۔ جکارتہ بھیجا جا سکتا ہے تا کہ تحریک کو مزید مؤثر بنایا جا سکے۔

اللہ کی قدرت دیکھئے انڈونیشیا میں قادیانیوں کا اکیلے شخص کی کوششوں سے ناطقہ بند ہو گیا اور پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیاں اور خرمستیاں اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ افواج پاکستان کے ترجمان میجر جنرل شوکت سلطان نے انکشاف کیا ہے کہ بے شمار قادیانی افسر پاک فوج میں کام کر رہے ہیں اور وہ کسی بھی عہدے تک جا سکتے ہیں۔ مذہب ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ شکر ہے انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے ورنہ روشن خیالی کے جس فلسفے کو سرکاری سطح پر پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ اس کی روشنی میں صرف قادیانی ہی ''بہترین مسلمان'' قرار پاتے ہیں۔ سوچنا یہ ہے کہ کیا آج کے پاکستان میں بھی کوئی حاجی امین یا سید عبدالرحمٰن کھڑے ہو سکتے ہیں؟

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''غزوہ'' لاہور۔ ۲۸/اپریل ۲۰۰۶ء)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

29 جون 2006ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆وزیراعلیٰ کے لیے ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ ملتان میں ائرکنڈیشنڈ سٹیج تیار کیا گیا۔(ایک خبر)

اور غریبوں کو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

☆عامر چیمہ نے حرمتِ رسول ﷺ پر اپنی جان قربان کردی۔(ایک خبر)

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

☆ملک کے ایٹمی اثاثوں پر امریکی کوڈ لگا دیا گیا ہے۔(نواب زادہ منصور احمد خان)

ایٹمی اثاثے کیا' ملک کی ہر پالیسی پر امریکی کوڈ لگا دیا گیا ہے۔

☆نواز، بے نظیر ملاقات سے حکمران ٹولہ خوف کا شکار ہے۔(فخر امام)

حکمران ٹولے سے زیادہ' عوام خوف کا شکار ہیں کہ خسرے کے ساتھ چیچک آ رہی ہے۔

☆موجودہ اسمبلیاں مجھے دوبارہ صدر منتخب کریں گی۔(پرویز مشرف)

☆صدر پرویز نے موجودہ اسمبلیوں کے ذریعے دوبارہ صدر بننے کی بات نہیں کی۔(شوکت سلطان)

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

☆ابوظہبی: توفیق عمر، مصباح الحق اور ذوالقرنین سے شراب کی بوتلیں برآمد۔(ایک خبر)

سپورٹس سفیروں کے اللے تللے۔خوبصورت نام، گھٹیا کام

☆اے کیو خان نیٹ ورک توڑنا اہم کامیابی تھی۔(وائٹ ہاؤس)

اللہ تعالیٰ کوئی اور اے کیو خان پیدا کر دے گا۔

☆رقص و سرود کی محفلوں کے سرپرست' قرآن کی آواز بلند کرنے والوں کو گرفتار کر لیتے ہیں۔(عبدالجبار)

یہی روشن خیالی ہے!

☆حکومت نے ملک کو ترقی کی پٹڑی پر چڑھا دیا ہے۔(چودھری اعجاز شفیع)

اور غریب کو مہنگائی کی سولی پر لٹکا دیا ہے!

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

تبصرہ: مولانا محمد اسحاق ظفر

● کتاب: درسِ علم وعرفان　　　　مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۸۰ صفحات　قیمت: ۶۶ روپے　ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ (سرحد)

انسان ہر لحہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کا محتاج ہے ہر عمل میں جب تک اللہ تعالیٰ کی رضاء اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ ہو بے کار ہے۔ علم ہی کے ذریعہ عمل کی راہ ملتی ہے ورنہ نفس وشیطان انسان کو گمراہی کے قعرِ مذلت دھکیل دیتے ہیں۔ رسول کریم علیہ افضل التحیۃ والتسلیم نے امت مسلمہ کے اوّل طبقہ یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اس انداز میں تربیت فرمائی۔ انسان میں جب تک رضا الٰہی اور اطاعت پیغمبر ﷺ کا جذبہ موجزن نہ ہو اُسی وقت تک اس کوئی عمل بھی باعث ِنجات نہیں ہوسکتا۔ اس فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے ''درس علم وعرفان'' نامی کتاب تحریر فرما کر عوام وخواص کو پرانا سبق یاد دلایا ہے۔ عقائد، اعمال اور معاملات کو قرآن وحدیث اور سنت کی روشنی میں بیان کرنے کے ساتھ دل کی کی آواز اور ضمیر کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے میدانِ عمل میں آنے کی دعوت دی ہے۔ اندازِ بیان نہایت سادہ اور دل نشیں ہے۔

● کتاب: فلسفہ نکاح ومسائلِ طلاق　　　　مؤلف: مولانا خواجہ ابوالکلام صدیقی

ضخامت: ۸۰ صفحات　قیمت: درج نہیں۔ ناشر: قاری عبدالرحمٰن رحیمی۔ شعبہ نشر واشاعت جامعہ نعمت الرحیم، حسین آگاہی۔ ملتان

زیرنظر کتاب فلسفہ نکاح ومسائل طلاق میں جن دس عنوانات پر سہل اور جامع مانع انداز میں کلام کیا گیا ہے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ اہل باطل اسلام کے متفقہ مسائل کو بھی عوام الناس کی نظر میں مشکوک بنانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اس کتابچہ میں خواجہ صاحب نے نکاح کی افادیت وشروط کے علاوہ حرمت متعہ اور طلاق ثلاث کے وقوع کو قرآن کریم، سنت رسولِ امین ﷺ اور امت مسلمہ کے اجماع کی روشنی میں مرتب فرما کر مسلمانوں کی صحیح دینی رہنمائی فرمائی ہے۔ میاں بیوی کے حقوق وفرائض، طلاق کا صحیح طریقہ اور حلالہ کی شرعی حیثیت کے عنوانات پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔ شرور وفتن کے اس دور میں یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔

● کتاب: قرآن اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا　　　　مؤلف: مولانا محمد ندیم قاسمی

ضخامت: ۳۲ صفحات　　قیمت: ۲۵ روپے　　ناشر: مکتبہ سید احمد شہید، کچہری روڈ پسرور۔ ضلع سیالکوٹ

ازواج مطہراتؓ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت اور مقام کا دفاع نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ رسول کریم

ﷺ نے علماء کو ان کے دفاع اور فتنوں کی سرکوبی کی طرف اپنے ایک فرمان میں حکم فرمایا ہے۔ امت کے لیے جس طرح رسول کریم ﷺ کی مقدس ذات نمونہ ہے اسی طرح امت مسلمہ کی عورتوں کے لیے ازواجِ مطہرات کی حیات طیبہ بھی نمونہ ہے۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اور دفاع پر مولانا محمد ندیم قاسمی صاحب نے قرآن اور عائشہ صدیقہؓ کے عنوان سے سہل اسلوب کے ساتھ ساتھ عام فہم انداز میں یہ کتابچہ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں تیمّم کا حکم، مفہٰی، طریقہ، آیات برات، غزوہ بنی مصطلق، واقعہ افک اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات وخصوصیات پر انتہائی مختصر اور جامع معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

● کتاب: تذکرہ شہداء بالاکوٹ مؤلف: مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

ضخامت: ۹۶ صفحات قیمت: ۳۰ روپے

ناشر: مکتبہ انوارِ مدینہ، جامع مسجد صدیق اکبرؓ محلّہ صدیق آباد (اپر چنئی)۔ مانسہرہ صوبہ سرحد

شہداء بالاکوٹ اہل سنت والجماعت کے عظیم سپوت ہیں جو مسلکاً حنفی تھے۔ یار لوگوں نے جب ان کی عظمت کو اہل سنت والجماعت کے دلوں میں محسوس کیا تو انہوں نے اپنا قد بڑھانے کے لیے شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ وہ بھی ہمارے گروہ غیر مقلدین میں سے تھے۔ مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی صاحب نے تذکرہ شہداء بالاکوٹ نامی کتابچہ میں حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مسلک اور حالات کو مستند حوالوں سے تحریر کیا ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ دونوں حضرات امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد تھے۔ علماء پشاور کے نام حضرت سید احمد شہید کا مکتوب جس میں انہوں نے اپنے حنفی المسلک ہونے کا اعلان فرمایا' کافی وشافی ہے۔

● کتاب: فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مؤلف: ابوالحسن میاں محمد محبوب الٰہی رضوی

ضخامت: ۵۶ صفحات قیمت: ۲۵ روپے ناشر: میاں امام دین (ٹرسٹ) مکتبہ اسلامیہ ۵ ڈی سبزہ زار۔ لاہور

جانشین پیغمبر خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات کا مرتبہ اور مقام تو نہایت بلند و بالا ہے اللہ تعالیٰ نے اس ذات قدسی صفات کو مصدّقِ خاتم الانبیاء ﷺ بنا کر انبیاء والا کام لیا۔ ان کی ذات والا صفات کے فضائل و مناقب پر بے پناہ لکھا گیا ہے۔ میاں محبوب رضوی صاحب نے بھی ''فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کے نام سے موسوم کتاب لکھ کر ان سعادت مندوں میں نام شمار کرالیا۔ اسلوب دل نشین اور سادہ ہے۔ میاں محبوب رضوی صاحب کا تعلق جمعیت علماء پاکستان سے ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی ؒ کی قیادت میں قومی و دینی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔

● کتاب: امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ مؤلف: ابوالحسن میاں محمد محبوب الٰہی رضوی

ضخامت: ۷۸ صفحات قیمت: ۱۵ روپے ناشر: میاں امام دین (ٹرسٹ) مکتبہ اسلامیہ ۵ ڈی سبزہ زار۔ لاہور

امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب پر ہر دور میں کثرت سے کتابیں لکھی گئیں۔ امت

میں یہ واحد شخصیت ہے کہ ہر مسلک کے پیروکاروں نے آپ کی ذات کے فضائل ومناقب پر لکھ کر فخر محسوس کیا۔ خود ائمہ ثلاثہ نے بھی امام صاحبؒ کے فضائل اور فقہی مقام کا اعتراف کیا ہے۔ نیز محدثین اور اسماء الرجال کے نقاد حضرات نے بھی امام صاحبؒ کی حدیث پر گہری نظر کا اعتراف کیا ہے۔ میاں محمد محبوب رضوی صاحب نے امام صاحبؒ کے حالات اور آپ کی جلالتِ شان پر مناسب اور عام فہم کتاب تحریر فرمائی ہے۔

● کتاب: انکارِ حدیث مؤلف: حضرت مولانا محمد زمان کلاچوی

ضخامت: ۶۸ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ (سرحد)

انگریز کے منحوس دور میں جہاں اور فتنوں نے سر اٹھایا وہاں ایک فتنہ انکارِ حدیث کا بھی ہے۔ یہ اس قدر خطرناک فتنہ ہے کہ اس سے قرآن وسنت کا اعتبار واعتماد ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ کی بات کا اعتبار نہیں تو قرآن، قرآن نہیں رہتا۔ کیونکہ قرآن کریم کا قرآن ہونا بھی آپ ﷺ نے بتایا۔ اسلام کا دینِ حق ہونا بھی آپ ﷺ نے امت کو بتایا۔ اس فتنہ کے سدِ باب کے لیے اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کے لیے عظیم لوگ پیدا فرمائے جنہوں نے ہر دور میں اس فتنے کا قلع قمع کیا۔ سرسید احمد خان، اسلم جیراج پوری، عبداللہ چکڑالوی اور غلام احمد پرویز فتنۂ انکارِ حدیث کے مرکزی کردار ہیں۔ انکارِ حدیث کا واضح اور آسان مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اصل دین سے دور کر کے گمراہی کے راستے پر گامزن کر دیا جائے چونکہ حدیث ہی سارے دین کی تشریح کرتی ہے۔ اس لیے اصل بنیاد کو ہی ڈھال بنا دیا جائے۔ مولانا محمد زمان صاحب کلاچوی معروف عالم دین ہیں اور مولانا عبدالقیوم حقانی کے استاذ ہیں۔ انہوں نے رسالہ ''فتنۂ انکارِ حدیث'' کے تعارف ومقاصد کے بعد اُن کے اعتراضات کے مکمل جوابات دیئے ہیں۔ اس سلسلے کی ایک کڑی مولانا محمد زمان صاحب کی کتاب ''فتنۂ انکارِ حدیث'' بھی ہے جو عام فہم انداز میں ہے۔

● کتاب: مرزا غلام احمد قادیانی کے ''کارنامے'' مصنف: نور محمد قریشی ایڈووکیٹ

ضخامت: ۲۲۴ صفحات قیمت: ۱۰۰ روپے ناشر: نور محمد قریشی ایڈووکیٹ، ۳۰ ریواز گارڈن۔ لاہور

پہلی امتوں کو دو چیزوں سے واسطہ پڑا ایک حق دوسرا باطل۔ مگر امتِ مسلمہ کو تین چیزوں سے واسطہ پڑا ایک حق، دوسرا باطل اور تیسرا دجل یعنی حق وباطل کی آمیزش کر کے باطل کو حق کے لباس میں پیش کیا جائے۔ باطل سے جس قدر بچنا آسان ہے۔ اسی قدر حق نما باطل سے بچنا مشکل ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی دجل سے کام لیا اور کفر کو اسلام کے لباس میں پیش کیا۔ امتِ مسلمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کی کمی نہیں چھوڑی جنھوں نے ہر دجال کا راستہ روکا ہے۔ ''مرزا غلام احمد قادیانی کے کارنامے'' مرزا کے اسی دجل وفریب، ارتداد وکفر اور کذب وافترا کی مدلل کہانی ہے۔ جناب نور محمد قریشی ایک منجھے ہوئے لکھاری ہیں۔ انہوں نے ''مرزا قادیانی کے کارنامے'' کے زیرِ عنوان اس کتاب میں مرزا کے حالاتِ زندگی، کفریہ دعوے، قرآن وحدیث میں تحریف اور دیگر کفریہ کارناموں کو باحوالہ پیش کیا ہے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

علامہ محمد احمد لدھیانوی رحمہ اللہ:

گوجرانوالہ کے ممتاز عالم دین علامہ محمد احمد لدھیانوی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اُن کی عمر تقریباً پچھتر برس تھی۔ اُن کا تعلق علماءِ لدھیانہ سے تھا اور رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ اُن کے خالو تھے۔ علامہ مرحوم کے والد حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کے شاگردِ رشید تھے۔ مرحوم کے برادرِ بزرگ مولانا عبدالواسع لدھیانویؒ مجلس احرار اسلام کے سرگرم رہنما تھے۔ پروفیسر میاں انعام الرحمٰن 'علامہ مرحوم کے فرزند، ماہنامہ ''الشریعۃ'' کی مجلس ادارت کے رکن اور مولانا زاہد الراشدی کے دستِ راست ہیں۔ علامہ محمد احمد لدھیانوی اپنی خاندانی نسبت کی وجہ سے مجلس احرار اسلام میں سرگرم عمل رہے۔ پھر جمعیت علماءِ اسلام کے سٹیج سے خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت اور دیگر قومی و سیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور ہمیشہ کلمۂ حق کہا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مرحوم:

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب (ماہر امراض قلب) ہمارے انتہائی کرم فرما اور مہربان دوست تھے۔ وہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے مرید، جمعیت علماءِ اسلام کے مخلص کارکن، علماءِ حق سے بے پناہ محبت رکھنے والے اور اہل حق کے اتحاد و یک جہتی کے لیے کوشاں رہنے والے ایک صالح انسان تھے۔ یکم مئی ۲۰۰۶ء کو بہاول پور میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ اگلے روز اُن کے آبائی شہر چشتیاں میں نمازِ جنازہ ہوئی جس میں شہر بھر سے علماء، سیاسی، دینی اور سماجی شخصیتوں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کے دوستوں نے شرکت کی۔ چیچہ وطنی سے اُن کے خاص دوست ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ شریک ہوئے جبکہ مدیر ''نقیبِ ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری نے مرحوم کے بھائی صاحب کے حکم پر نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرمائے۔ (آمین)

عزیز الرحمٰن سندھو مرحوم:

ملتان میں ہمارے بہت ہی مخلص دوست جناب عزیز الرحمٰن سندھو ۲۹ / اپریل کو اچانک انتقال کر گئے۔ وہ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ مسلکاً اہل حدیث تھے۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں دینی تعلیم حاصل کی۔ قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ تحریک مجاہدین کی یادگار صوفی محمد عبداللہ اوڈ رحمہ اللہ کے خادم خاص تھے۔ خوش طبع خوش گفتار دوست تھے۔ حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے ہاں اکثر تشریف لاتے، مختلف موضوعات پر بے تکلف سوالات کرتے اور شاہ صاحب سے جوابات سنتے۔ حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے بوڑھے والد، بھائیوں، بہنوں، بیوہ اور بچوں کو صبر عطاء فرمائے۔ (آمین)

☆ جامعہ اشرفیہ مانکوٹ کے مہتمم مولانا محمد اشرف شاد مدظلہ کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئیں۔

☆ فیصل آباد میں ہمارے کرم فرما اور مخلص ساتھی مولانا قاری عبدالرشید صاحب (گٹی شرقی) کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ انتقال

کر گئیں۔وہ ایک صالحہ،عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں۔اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرما کر اعلیٰ علییّن میں جگہ عطاء فرمائے۔محترم قاری صاحب اور تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)

☆ملتان میں ہمارے معاون چودھری محمد علی صاحب،ظفر علی صاحب کی والدہ ماجدہ اور مجلس احرار اسلام کے کارکن چودھری لیاقت علی کی خالہ۔انتقال:۸رمئی ۲۰۰۶ء

☆''نقیبِ ختم نبوت'' کے معاون مدیر جناب شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کے پھوپھی زاد چودھری محمد حنیف مرحوم

☆بستی مولویاں رحیم یار خان میں ہمارے قدیمی مہربان ومیزبان حافظ محمد اسماعیل چوہان کی چچی اور خوش دامن،صوفی محمد اسحاق چوہان کی چچی صاحبہ اور مولوی محمد زاہد کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆مسجد احرار چناب نگر کے خادم راجہ احمد علی کے چھوٹے بھائی غلام شبیر مرحوم

☆شیخ محمد صادق مرحوم (لاہور) مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے جنرل سیکرٹری شیخ مظہر سعید کے چچا اور سسر اور محمد طارق کے والد۔انتقال:۷رمئی ۲۰۰۶ء

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔(ادارہ)

دعائے صحت

حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت):

گزشتہ دو ماہ سے علیل ہیں۔حضرت کے پاؤں پر زخم ہوا جو بگڑ گیا۔تقریباً دو ماہ ملتان میں زیر علاج رہنے کے بعد خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لے گئے۔حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کا وجود اہل حق کے لیے سایۂ رحمت ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطاء فرمائے(آمین)احباب وقارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ:

ممتاز علمی و دینی شخصیت حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ (محمدی شریف جھنگ) شدید علیل ہیں اور اپنے بڑھاپے کی وجہ سے انتہائی ضعیف ہو چکے ہیں۔حضرت مولانا کے وجود سے اللہ کی مخلوق کو دینی لحاظ سے بہت نفع ہوا اور آپ کے قلم کے فیضان سے اک دنیا نے رہنمائی حاصل کی۔دفاعِ ازواج واصحابِ رسول علیہم الرضوان کے لیے آپ کی تصانیف بہت بڑی دینی خدمت ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کاملہ عطاء فرمائے۔(آمین)

☆مولانا محمد اشرف شاد مدظلہ،مہتمم جامعہ اشرفیہ مانکوٹ صاحبِ فراش ہیں۔

☆مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر محمد بشیر چغتائی کی اہلیہ ☆ملتان میں ہمارے معاون محمد عاطف کے بھائی محمد اویس اور بھتیجے محمد قیس

☆جناب عبید اللہ (سلطان آرٹ پریس ملتان) صاحبِ فراش ہیں ☆جناب الطاف حسین چغتائی (ملتان)

☆قاری محمد رمضان صاحب مدرسہ شمس العلوم (کوہی والا ملتان)

احباب وقارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

ادارہ مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبار الاحرار

مجلس احرار میں شامل ہو کر وطن کی سلامتی اور احیاء اسلام کے لیے جدوجہد کریں: سید عطاء المہیمن بخاری

قصور (۱۰ / مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مجلس احرار اسلام نے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر شاندار اور تاریخی خدمات سرانجام دی ہیں۔ جس کے نتیجے میں اس وقت پوری دنیا میں نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کو کہیں سر چھپانے کے لیے جگہ نہیں مل رہی۔ یہ بات انہوں نے قصور میں مجلس احرار اسلام کے دفتر کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اکابر نے انگریز کی غلامی کے خلاف جہاد کر کے فتح حاصل کی۔ آج اسی انگریز کے اشارے پر موجودہ حکمران جہاد کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کے ذریعے ہی قوم کو نجات مل سکتی ہے۔ مجلس احرارِ اسلام، وطن کی سلامتی، آزادی، خودمختاری کے تحفظ اور احیاء اسلام کے جہاد میں مصروف ہے۔ قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے احباب کو مجلس احرار اسلام میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے قدم سے قدم ملا کر اس دینی جدوجہد میں ہمارا حوصلہ بڑھائیں۔ تقریب سے مولانا محمد طفیل رشیدی، محمد سفیان قاری، قاری حبیب اللہ اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

عامر چیمہ شہید امتِ مسلمہ کے محسن اور ہیرو ہیں: (سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۱۲ / مئی) مجلس احرار اسلام نے شہیدِ ناموسِ رسالت عامر چیمہ شہید کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور جرمن حکومت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ملک بھر میں یومِ احتجاج منایا۔ مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عامر چیمہ شہید ناموسِ رسالت پر جان قربان کرنے والے عظیم قافلے میں شامل ہو گئے۔ عامر شہید امتِ مسلمہ کے محسن اور ہیرو ہیں۔ عامر شہید کو اللہ تعالیٰ نے حُبِ رسول (ﷺ) کے سب سے بڑے اعزاز سے نواز کر شہادت کے منصب پر فائز کیا ہے۔ حکومت بھی انہیں ملک کے سب سے بڑے سرکاری اعزاز کے ساتھ سپردِ خاک کرے۔ عامر شہید نے امتِ مسلمہ، خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کا سر فخر سے بلند کر کے ملک و قوم کو بہت عزت دی۔ انہوں نے کہا کہ حکومتِ پاکستان جرمن حکومت سے احتجاج کرے۔

مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد اور سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیانات میں کہا کہ حکومت عامر چیمہ شہید کے جنازے میں عوام کو روکنے کی سازش کر کے تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہید کا جسدِ خاکی فوراً پاکستان لایا جائے۔ دنیا دیکھے گی کہ شہید عشق رسالت کا جنازہ تاریخی ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی کوئی بدبخت گستاخی رسول کا جرم کرے گا، عامر شہید کو سامنے کھڑا پائے گا۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے چشتیاں، سید محمد کفیل بخاری اور سید محمد معاویہ بخاری نے ملتان، مولانا محمد مغیرہ نے چناب نگر ، قاری محمد یوسف احرار نے لاہور، مولانا احتشام الحق نے کراچی، مولانا اورنگ زیب نے پشاور، حافظ ضیاء اللہ نے گجرات، مولانا منظور احمد نے چیچہ وطنی، محمد اصغر لغاری نے میر ہزار، مولانا عبدالرزاق نے مظفر گڑھ، قاری محمد اصغر عثمانی نے چنیوٹ، مولانا عبدالرحیم نیاز نے رحیم یار خان اور غلام حسین احرار نے ڈیرہ اسماعیل خان میں احتجاجی اجتماعات سے خطاب کیا۔

☆......☆......☆

ڈیرہ اسماعیل خان: جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ نے جامع مسجد کلاں میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور سیرت مسلمانوں کے دینی لٹریچر کا اہم ترین حصہ ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا رنگ اور شکل وشباہت حضور ﷺ سے مشابہ تھی۔ ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہم اپنی سیرت وکردار میں بھی حضور ﷺ سے مشابہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ تمام صحابہ کے لیے مرکز ومحور نبی ﷺ کی ذات اقدس تھی اور وہ اسوۂ حسنہ کے نمونۂ کامل تھے۔ صحابہ وصحابیات کی محبت کے تمام راستے اور رشتے نبی کریم ﷺ کی ذات پر جمع ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی سچی پیروی اور اتباع نصیب فرمائیں۔ مولانا محمد مغیرہ مجلس احرار اسلام کی دعوت پر ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ احرار رہنما غلام حسین احرار، محمد مشتاق اور تنظیم اہل سنت کے رہنما مولانا صوفی محمد ظفر اور محمد بشیر جتوئی نے اُن کا استقبال کیا۔

میرے بیٹے نے خودکشی نہیں کی۔ انسانیت کے نام نہاد دعوے داروں نے اُسے قتل کیا

(پروفیسر نذیر احمد چیمہ کی عبداللطیف خالد چیمہ سے گفتگو)

چیچہ وطنی (۶ مئی) شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) عامر عبدالرحمٰن چیمہ کے والدِ گرامی پروفیسر نذیر احمد چیمہ نے کہا ہے کہ یہ تاثر سراسر غلط ہے کہ میرے بیٹے نے جیل میں خودکشی کی ہے۔ اُس کو تو انسانیت کے نام نہاد دعوے داروں نے قتل کیا ہے۔ یہ رُتبہ شہادت ہمارے لیے اعزاز ہے اور باعثِ نجات بھی! ہفتہ کی دوپہر مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ سے فون پر بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومتِ پاکستان اور سرکاری حکام میں تو اتنی غیرت بھی نہیں کہ انصاف کے ساتھ میرٹ پر بات کریں اور صحیح صورت حال کو سرکاری سطح پر واضح کریں۔ انہوں نے کہا کہ وزارتِ خارجہ کے حکام جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ پروفیسر نذیر احمد چیمہ نے کہا کہ یہ امر واقعہ ہے کہ میرے بیٹے نے نشۂ عشق محمد ﷺ سے سرشار ہوکر ناموسِ رسالت (ﷺ) کے گستاخ اور توہین آمیز مواد چھاپنے والے ایڈیٹر کو چھریاں ماری تھیں اور اس کا عامر نے اقرار کیا تھا۔ قانون کے مطابق اس کے بعد اس کو کورٹ میں لے جانے کی بجائے جیل میں رکھا گیا۔ اگر وہ مارنا نہیں چاہتے تھے تو وہ عامر کو کورٹ میں لاتے اور ٹرائل کرتے۔ ڈیڑھ ماہ ٹرائل سے دور رکھنے کا مطلب تو بہت واضح ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں عامر سے رابطے یا قانونی سپورٹ کے لیے حکومتِ پاکستان یا جرمنی کے پاکستانی سفارت خانے نے کوئی سہولت نہ دی۔ ٹرائل سے بچنے کے لیے عامر کو شہید کردیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومتِ پاکستان کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے

شہری کے تحفظ اور امتِ مسلمہ کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کے لیے ہر سطح پر سٹینڈ لیتی۔ انہوں نے کہا کہ عامر کی شہادت تحریک تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کے مشکل راستوں کو آسان کردے گی اور پوری دنیا میں یہ جذبہ پروان چڑھے گا اور بڑھے گا۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری حکام بعض مسائل پر عدم تعاون کے ساتھ ساتھ دباؤ بھی ڈال رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ منگل کو پی آئی اے کی فلائٹ سے میت پاکستان پہنچے گی۔ نماز جنازہ کا اعلان اس کے مطابق کیا جائے گا اور تدفین ہمارے آبائی گاؤں ساروکی وزیر آباد میں ہوگی۔ مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ نے پروفیسر نذیر احمد چیمہ سے کہا کہ آپ کے مایہ ناز بیٹے نے گستاخ ایڈیٹر کو چھرے مار کر اور شہادت کا رتبہ پا کر پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے اور غازی علم الدین شہید اور شہداء ختم نبوت کی یاد تازہ کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اس مسئلہ پر ہر ممکن جدوجہد جاری رکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ توہین آمیز اور فتنہ خیز خاکے شائع کرنے والے اپنے انجامِ بد کو پہنچ کر رہیں گے۔

عامر شہید کا مقدس خون جرمنی اور عالم کفر پر قرض ہے: (سید عطاء المہیمن بخاری کی عامر شہید کے والد سے گفتگو)

لاہور (۱۰ مئی) تحریک تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ عامر عبدالرحمٰن چیمہ نے عزیمت وشہادت کے ذریعے ناموسِ رسالت (ﷺ) کے تحفظ کا حق ادا کر دیا ہے۔ پوری امتِ مسلمہ اس قربانی سے اپنا راستہ تلاش کر کے منزل تک پہنچ سکتی ہے۔ عامر کی قربانی نے شہداء جنگ یمامہ اور شہداء ختم نبوت کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ہم عامر سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ قابل تحسین ومبارک ہیں وہ والدین عامر جن کا لختِ جگر تھا، ایسے سپوت مائیں روز روز نہیں جنا کرتیں۔

عامر شہید کے والد پروفیسر نذیر چیمہ سے فون پر گفتگو کرتے ہوئے سید عطاء المہیمن بخاری نے اُن سے تعزیت کا اظہار بھی کیا اور اس شہادتِ حق پر مبارک باد بھی دی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ عامر پوری قوم کا سپوت ہے۔ اس کا مقدس خون جرمنی اور عالمِ کفر پر قرض ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ نظریے اور مشن اس طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ نہیں بلکہ نظریے اور مشن کو ختم کرنے والے ختم ہو جایا کرتے ہیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ عامر پوری قوم کا قابل رشک سپوت بن چکا ہے۔ اس کو مارنے والے اور مسلمانوں کے خلاف فرعون ونمرود کا کردار ادا کرنے والی قوتیں اپنے انجامِ بد کو ضرور پہنچ کر رہیں گی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ قانون جب جانبدار یا بے بس ہو جائے اور انصاف مہیا نہ کرے تو اپنا حق جان کی بازی لگا کر حاصل کرنا اہل ایمان کی روایت ہے۔ عامر عبدالرحمٰن چیمہ پوری ملت اسلامیہ کو سبق دے گیا ہے کہ الہامی عقیدے کا تحفظ اس طرح بھی کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں سید عطاء المہیمن بخاری اور پروفیسر خالد شبیر احمد نے مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تمام شاخوں اور مجاہدین ختم نبوت کو ہدایت کی کہ وہ عامر شہید کے راولپنڈی اور ساروکی چیمہ (وزیر آباد) میں ہونے والے جنازے میں بھرپور اور منظم شرکت کر کے دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں۔

ایمان کی طاقت استعمال کروتو کفر خود بھاگ جائے گا

چشتیاں (۱۱رمئی) قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے چشتیاں میں تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے' ایمان اور حیا آپس میں دونوں جڑواں ہیں۔ جس بچی کا سر سے دوپٹہ اتر گیا' اس کی حیا گئی۔ جس کی حیا گئی' اس کا ایمان گیا۔ ہمارے پاس دو ہی طاقتیں ہیں۔ ایک ایمان کی طاقت دوسری زبان کی طاقت۔ ایمان کی طاقت سے زبان کی قوت پوری استعمال کرو کہ کفر خود بھاگ جائے۔ ابھی وقت ہے' نہیں بولو گے' مجرم ہو جاؤ گے۔ اللہ کا عذاب آئے گا اور کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ قائدِ احرار نے کہا کہ ہم تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کے سچے مجاہد عامر چیمہ شہید کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنما قاری عطاء اللہ احرار نے کہا کہ ختم نبوت کا تحفظ ہے تو دین کا تحفظ ہے، ہمارے پاک وطن کا تحفظ ہے، ہماری جان کا تحفظ ہے۔ دینی مدارس اسلام کے قلعے اور مساجد دین کے مراکز اور مسجدِ نبوی کی شاخیں ہیں۔

☆......☆......☆

ڈیرہ اسماعیل خان: مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا تعزیتی اجلاس زیر صدارت محمد مشتاق صدیقی منعقد ہوا۔ جس میں شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) عامر عبدالرحمٰن چیمہ کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ عامر عبدالرحمٰن چیمہ نے ناموسِ رسالت (ﷺ) کے صدقے میں مسلمانوں کے سر فخر سے بلند کر دیئے ہیں۔ اجلاس میں محمد مشتاق، غلام حسین، محمد امیر آف پہاڑ پور، حافظ فتح محمد، محمد نواز، ملک رب نواز اور دیگر کارکنان شریک ہوئے۔ آخر میں عامر شہید کے لیے دعائے مغفرت کی گئی اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا گیا۔

☆......☆......☆

اوکاڑہ (۹رمئی) مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح کی صدارت میں جامع مسجد بخاری (پل والی) میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں شیخ مظہر سعید، خالد محمود، محمود الحسن، مولانا اختر ندیم، الیاس ڈوگر نے شرکت کی۔ انہوں نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ جب تک کفار اپنی عادت نہیں بدلیں گے اور توہین رسالت کرتے رہیں گے' عامر چیمہ شہید، غازی علم دین شہید اور غازی عبدالقیوم شہید پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہم عامر چیمہ شہید کو سلامِ عقیدت اور خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ احرار کارکنوں نے عامر شہید کے لیے دعائے مغفرت کی، اُن کے والد اور دیگر پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (۱۲رمئی) شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی شہادت کے حوالے سے مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام جامع مسجد میں تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پوری دنیا نے ایک بار پھر مشاہدہ کر لیا ہے کہ کمزور سے کمزور مسلمان بھی جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی حقیقی وابستگی میں کتنا پختہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جرمن حکومت کی حراست میں عامر عبدالرحمٰن چیمہ پر ہونے والے بہیمانہ تشدد اور اس

کے نتیجے میں شہادت سے پوری دنیا میں ناموسِ رسالت (ﷺ) پر مرمٹنے کا جذبہ پروان چڑھا ہے اور بیداری بڑھی ہے جبکہ پاکستانی حکومت سراسیمگی کا شکار ہے۔ مقررین نے کہ اگر کسی یورپی ملک کے باشندے کے ساتھ پاکستان میں ایسا ہوتا تو عالمِ کفر انتہائی ہتھکنڈوں پر اتر آتا۔ مقررین نے کہا کہ عامر تاریخ میں امر ہوگیا ہے اور عامر کی شہادتِ حق نے اہل حق کے لیے حق پر چلنا آسان کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے ناظم دعوت وارشاد حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے سرحد اسمبلی میں جرمنی سے تعلقات ختم کرنے کی قرارداد منظور کرنے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اراکین اسمبلی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور قومی اسمبلی و پنجاب اسمبلی سے اس کی تقلید میں ایسی قراردادیں منظور کرنے کا پرزور مطالبہ کرتے ہوئے حکومت سے کہا گیا ہے کہ وہ کفر نوازی اور مسلم کشی ترک کر کے اسلامیانِ پاکستان کے عقائد و جذبات کی ترجمانی کرے یا حکومت سے الگ ہو جائے۔

☆......☆......☆

لاہور (۱۲رمئی) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی شہادت کے حوالے سے مختلف مقامات پر احتجاجی و تعزیتی اجتماعات منعقد ہوئے۔ قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ، قاری محمد یوسف احرار اور مولانا محمد اسحاق ظفر سمیت متعدد رہنماؤں اور مبلغین نے خطاب کرتے ہوئے عامر چیمہ کو غازی علم الدین ثانی قرار دیا اور کہا کہ عامر چیمہ نے تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) پر جان قربان کر کے پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اُن کی یہ قربانی تحریک تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) کے راستے کی مشکلوں کو آسان کر دے گی۔

علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے عامر چیمہ کی قربانی و شہادت کو سرکاری سرپرستی میں غلط رنگ دینے کی شدید مذمت کرتے ہوئے انصار برنی کی طرف سے لگائے گئے الزامات اور منفی پراپیگنڈے کو مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ عامر چیمہ کی شہادتِ حق پر پوری ملتِ اسلامیہ کی ایک ہی رائے ہے۔ اس پر کوئی دوسری رائے قائم کرنے والے اپنے غیر ملکی آقاؤں کا حقِ نمک ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عامر چیمہ کو جس منصب پر فائز کیا ہے۔ اس شہادت کی خوشبوئیں ان شاء اللہ تعالیٰ اب پوری دنیا میں پھیل جائیں گی۔

☆......☆......☆

ملتان (۱۲رمئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) عامر عبدالرحمٰن چیمہ کے جنازہ کے مسئلہ پر حکومتی رویے سے نہ صرف بنیادی انسانی حقوق کی بری طرح پامالی ہوئی ہے بلکہ سوگوار خاندان اور مسلمانوں کو پریشان کر کے ناموسِ رسالت (ﷺ) سے غداری بھی ہے اور اللہ و رسول (ﷺ) کو ناراض کر کے جرمنی اور عالم کفر کو

خوش رکھنے کی مذموم کوشش ہے۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ اگر شہید و مظلوم کا جنازہ بھی آزادی سے پڑھنے کی اجازت نہیں اور میت کو دفنانے میں بھی سرکاری مداخلت اور ریاستی جبر و پابندیاں شامل ہو جائیں تو اس کا مطلب بہت واضح ہے کہ حکومت زندہ انسانوں کو مرنے کے حق سے بھی محروم کرنا چاہتی ہے۔

احرار رہنماؤں نے کہا کہ قاتلوں ، امریکیوں ، بھارتیوں اور کلچر و ثقافت کے نام پر کنجروں کا سرکاری پروٹوکول کے ساتھ استقبال کرنے والے حکمرانوں نے جناب نبی کریم (ﷺ) پر مرمٹنے والے کی میت کو لانے میں تاخیر کر کے اور ورثاء کے سپرد کرنے میں لیت ولعل سے کام لے کر استقبال کرنے والوں پر پابندیاں لگا کر اور شرکاء جنازہ کو بے خبر رکھ کر جس ظلم و جبر اور سفاکی نیز دین و انسان دشمنی کی انتہا کر دی ہے اور شرافت و اخلاق کا جنازہ نکالا ہے' یہ حکومت اور پرویزوں کی تباہی و رسوائی لائے گا اور فرعون و نمرود کا کردار ادا کرنے والی قوتیں اپنے انجام بد کو پہنچ کر رہیں گی۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ کتوں سے پیار کرنے کا دعویٰ کرنے والا حکمران انسان دشمنی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ انصار برنی کا عامر چیمہ کی شہادت کو خودکشی سے تعبیر کرنا دراصل عالم کفر کا حق نمک ادا کرنے کے مترادف ہے۔قوم کو چاہیے کہ ایسے بہروپیوں کو پہچاننے کی کوشش کرے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (۱۴؍مئی) تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حکومتی ہتھکنڈوں اور ریاستی جبر کے باوجود شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) عامر عبدالرحمٰن چیمہ کے تاریخی جنازے میں فرزندانِ توحید نے جس جذبۂ جنون سے شرکت کی ہے۔اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ عشقِ رسالت (ﷺ) کا راستہ نہیں روکا جا سکتا اور عالمِ کفر اس شوقِ شہادت کے سامنے جبر و استبداد کا بند باندھنے میں ناکام ہو چکا ہے اور آئندہ بھی نامراد ہوگا۔یہاں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ساروکی چیمہ، وزیرآباد اور گوجرانوالہ کے غیرت مند مسلمانوں نے جنازے کے شرکاء اور شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) کے جسدِ خاکی کا جس طرح والہانہ استقبال کیا اور جس وارفتگی کا اظہار کیا' اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔خالد چیمہ نے کہا کہ شہید عامر کے آبائی علاقے کے دیہاتیوں نے اس مسئلہ پر مثالی محبت کا اظہار کر کے اپنی عاقبت سنوار لی ہے جبکہ حکمرانوں نے جرمنی اور عالمِ کفر کی خوشنودی کے لیے جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے' وہ ناموسِ رسالت (ﷺ) سے غداری اور خدا کے قہر کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔انہوں نے کہا کہ عامر شہید کے ورثا کو قیدی بنا کر جس طرح سرکاری مداخلت کر کے جنازہ پڑھوایا گیا۔یہ طرزِ عمل فرعون و نمرود کے طرزِ فکر کی عکاسی کرتا ہے جو پرویزوں کو آخر کار لے ڈوبے گا۔انہوں نے کہا کہ کتوں سے پیار کا دعویٰ کرنے والا حکمران انسان دشمنی پر اتر آیا ہے۔یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مرعوبیت کا شکار حکمرانوں کا عامر شہید کے حوالے سے سارا طرزِ عمل مکمل بدنیتی اور کفر پروری پر مبنی ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مضبوط کرسی اور بھاری مینڈیٹ والے بھی بڑے دعوے کیا کرتے تھے۔انہوں نے کہا کہ عامر شہید نے خون دے کر بازی جیت لی ہے۔عالم کفر کے پاس جذبۂ شہادت کو روکنے کا کوئی ہتھیار نہیں ہے۔

ملتان (۱۴ر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے شہیدِ ناموسِ رسالت (ﷺ) عامر عبدالرحمٰن چیمہ کے جنازہ کے مسئلہ پر حکومتی رویے سے نہ صرف بنیادی انسانی حقوق کی بری طرح پامالی ہوئی ہے بلکہ سوگوار خاندان اور مسلمانوں کو پریشان کر کے ناموسِ رسالت (ﷺ) سے غداری بھی ہے اور اللہ ورسول (ﷺ) کو ناراض کر کے جرمنی اور عالم کفر کو خوش رکھنے کی مذموم کوشش ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ اگر شہید و مظلوم کا جنازہ بھی آزادی سے پڑھنے کی اجازت نہیں اور میت کو دفنانے میں بھی سرکاری مداخلت اور ریاستی جبر و پابندیاں شامل ہو جائیں تو اس کا مطلب بہت واضح ہے کہ حکومت زندہ انسانوں کو مرنے کے حق سے بھی محروم کرنا چاہتی ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ قاتلوں، امریکیوں، بھارتیوں اور کلچر و ثقافت کے نام پر کنجروں کا سرکاری پروٹوکول کے ساتھ استقبال کرنے والے حکمرانوں نے جناب نبی کریم (ﷺ) پر مرمٹنے والے کے جسدِ خاکی کو لانے میں تاخیر کر کے اور ورثاء کے سپرد کرنے میں لیت و لعل سے کام لے کر استقبال کرنے والوں پر پابندیاں لگا کر اور شرکاء جنازہ کو بے خبر رکھ کر جس ظلم و جبر اور سفا کی نیز دین و انسان دشمنی کی انتہا کر دی ہے اور شرافت و اخلاق کا جنازہ نکالا ہے، یہ حکومت او ر پرویزوں کی تباہی و رسوائی لائے گا اور فرعون و نمرود کا کردار ادا کرنے والی قوتیں اپنے انجام بد کو پہنچ کر رہیں گی۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ انصار برنی کا عامر چیمہ کی شہادت کو خودکشی سے تعبیر کرنا دراصل عالم کفر کا حق نمک ادا کرنے کے مترادف ہے۔ قوم کو چاہیے کہ ایسے بہروپیوں کو پہچاننے کی کوشش کرے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (۱۹رمئی) مجلس احرار اسلام کے امیر پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ہر دور میں نظام اور نصاب کی جنگ رہی ہے اور ہر نبی نے اپنے دور میں کفر کے ساتھ اسی پروگرام کے تحت مقابلہ کیا ہے آج بھی اہل حق کفار و مشرکین کے ساتھ نظام اور نصاب کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ مسلمان اپنے نظام اور نصاب کو اسلامی اصولوں کے مطابق اپنا لیں تو کفر ٹوٹ جائے گا۔ وہ گزشتہ شب پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری کے مدرسہ عزیز العلوم کے سالانہ جلسہ سے خطاب کر رہے تھے۔ سالانہ جلسہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، کالعدم ملت اسلامیہ کے رہنما قاری شمس الرحمٰن معاویہ، مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا عبدالستار، مولانا محمد ارشاد اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

جلسہ رات ۳ بجے تک جاری رہا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ دین کی ترویج و اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ مساجد، مدارس اور خانقاہیں ہیں۔ اور ان کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے لیکن پاکستان کے لادین حکمران قرآن کی بجائے یہود و نصاریٰ کے قوانین کو ضابطۂ حیات سمجھے ہوئے ہیں جس کے نتیجہ میں ہم گمراہی اور ذلالت کی دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ لادین حکمران اپنی دنیاوی عیش کے بدلے ملکی سلامتی کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ پاکستان میں قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں اور لادین حکمران قادیانیوں کے ہاتھوں بیوقوف بن کر ملک و ملت کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کے آئین اور امتناع قادیانیت

آرڈیننس پر مکمل عمل درآمد کروایا جائے تو ملکی مسائل بہت حد تک حل ہو سکتے ہیں۔ قاری شمس الرحمٰن معاویہ نے کہا کہ ناموس صحابہ کے تحفظ کے بغیر ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ نامکمل ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی جماعت ہے جو ہمیں قرآن وحدیث اور ناموسِ رسالت ﷺ کی صحیح پہچان اور وہاں تک صحیح راستہ دکھلائی ہے اگر درمیان سے صحابہ کرام ؓ کی ذات نکال دی جائے تو ہم صراط مستقیم کی بجائے گمراہیوں کے راستے پر چل پڑیں گے۔ اسی لیے کفر ہمیں دفاع صحابہ کے راستے پر چلنے میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔

چیچہ وطنی میں جدید مرکزِ احرار، مسجد ختم نبوت و ختم نبوت سنٹر کے سنگِ بنیاد کی تقریب:

(رپورٹ: رانا عبداللطیف) چیچہ وطنی کو شہرِ ختم نبوت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ علاقہ عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ ارتداد اور ردّ قادیانیت کی تحریک میں ایک منفرد مقام و نام رکھتا ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے بھی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور اکابرِ احرار و ختم نبوت، چیچہ وطنی کی مشہور دینی و سیاسی اور سماجی شخصیت شیخ اللہ رکھا مرحوم کی میزبانی میں چیچہ وطنی کو شرف خطابات بخشتے رہے۔

۱۹۷۰ء کی دہائی میں اس شہر و علاقے کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ حضرت امیر شریعت کے چھوٹے فرزند (موجودہ امیر مرکزیہ احرار) حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری یہاں قیام پذیر رہے اور اس دوران وہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک مشہور مقدمے میں سنٹرل جیل ساہیوال میں پابندِ سلاسل رہے۔ صدر ایوب خان کے خلاف عوامی تحریک کے یہاں آغاز کا سہرا بھی سید عطاء المہیمن بخاری کی قیادت میں احرار کے حصے میں آیا اور شاہ جی کو گرفتار کر لیا گیا۔ سابق چیئرمین بلدیہ مرحوم رائے علی نواز خان نے اسی تحریک کے زیر اثر شہر کے مرکزی فوارہ چوک کو ''شہداء ختم نبوت چوک'' اور پرانی سبزی منڈی چوک کو ''بخاری چوک'' جیسے ناموں سے منسوب کر کے جہاں دینی حلقوں اور شہریوں کے دل موہ لیے وہاں مجاہدین ختم نبوت اور سرفروشانِ احرار کی حوصلہ افزائی کی ایک منفرد مثال قائم کی۔

علاقے کی عظیم روحانی شخصیت حضرت پیر جی عبداللطیف رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام ور فرزند اور مدرسہ تجوید القرآن کے منتظم پیر جی عبدالعلیم رائے پوری شہید (جو بعد ازاں جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ناظم بھی رہے) نے احرار کے کام کی سرپرستی میں تاریخی کردار ادا کیا اور مشہور علاقائی شخصیت خان محمد افضل اس پیرانہ سالہ کے باوجود احرار کے مقامی صدر کی حیثیت سے مکمل سرپرستی کر کے اپنی دیرینہ رفاقت و وفا کا حق ادا کر رہے ہیں لیکن اس سارے کام میں سکول کے زمانے سے ہی ایک ایسا متحرک وانتھک نوجوان احرار کے حلقے میں آیا جو دینی و خاندانی پس منظر کا بھی حامل ہے۔ اس کا بیعت کا تعلق اپنے والدِ گرامی جناب حافظ عبدالرشید کی نسبت سے خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ (کندیاں) کے سجادہ نشین شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے ہے لیکن اس کی تنظیمی و تحریکی اور نظریاتی و فکری تربیت جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ، سید عطاء المحسن بخاریؒ، چودھری ثناء اللہ بھٹہؒ اور پروفیسر خالد شبیر احمد جیسے زعماء احرار سے ہوئی ہے۔ ہماری مراد مجاہدِ ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ سے ہے۔ جنہوں نے رفتہ رفتہ کام کو منظّم کرنا شروع کیا اور وہ مجلس احرار جس کے

پاس بڑی مشکل سے جامع مسجد میں ایک کمرے پر مشتمل کرائے کا ایک دفتر ہوتا تھا' آج شہر میں ایک وسیع حلقے کے ساتھ ساتھ اس کے تین بہترین مراکز و دفاتر کام کر رہے ہیں جبکہ چوتھے مرکزِ احرار کا ۱۰ مئی کو سنگِ بنیاد ایک خوبصورت تقریب منعقد کر کے رکھا گیا۔ جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

تفصیل اس طرح ہے کہ اوکانوالہ روڈ پر جیون ڈویلپرز ساہیوال رحمٰن سٹی ہاؤسنگ سکیم کے نام سے تمام سہولتوں سے مزین ایک بہترین کالونی تعمیر کر رہی ہے' جس میں مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت سے تعلق رکھنے والے ہم فکر ساتھیوں کے علاوہ دینی ذہن کے ساتھیوں نے متعدد پلاٹ خریدے ہیں اور اس ہاؤسنگ سکیم کی انتظامیہ نے ایک پلاٹ ''مسجد ختم نبوت و ختم نبوت سنٹر'' کے لیے عطیہ کیا ہے جو براہِ راست دارالعلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ) جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ کا ذیلی ادارہ ہوگا اور مجلس احرار اسلام کے زیر انتظام رہے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) سنگِ بنیاد کی مذکورہ تقریب بھی رحمٰن سٹی ہاؤسنگ سکیم کے تعاون سے منعقد ہوئی۔ بائی پاس سے اوکانوالہ روڈ کو رحمٰن سٹی تک خوبصورت خیر مقدمی بینروں سے سجایا گیا تھا۔

تقریب میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری ،شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد ،مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال کے خطیب مولانا عبدالستار، جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال کے استاذ الحدیث مولانا محمد نذیر، پیر جی قاری عبدالجلیل، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ناظم قاری سعید ابن شہید، مولانا محمد اسحاق ظفر، جیون ڈویلپرز کے چودھری اظہر حسین ،مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ ،ممتاز سماجی رہنما شیخ عبدالغنی، چودھری صغیر حسین ،چودھری ارشد حسین ،چودھری آصف علی ،چودھری اکرام اللہ خان ایڈووکیٹ ،مولانا نور احمد ہاشمی ،قاری محمد اشرف ،رائے نیاز محمد خان، صوفی نصیر احمد چیمہ، چودھری محمد سلیم اظہر ایڈووکیٹ ،قاری عتیق الرحمٰن ،قاری بشیر احمد، چودھری محمد جمیل ،چودھری انجم حسین، صوفی محمد شفیق عتیق، محمد سعید، انجمن شہریان (رجسٹرڈ) کے صدر چودھری انوار الحق، چودھری محمد عاطف کے علاوہ مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، حافظ حکیم محمد قاسم، ابومعاویہ محمد ابراہیم، محمد فیاض، حافظ محمد شریف، بھائی محمد رشید چیمہ، عبدالسلام گیک ،عبدالسلام شاہین، بھائی محمد رمضان ،رانا عبدالروف ،بھائی محمد شفیق ،مرشد بشیر احمد، محمد معاویہ رضوان ،قاری ضیاء الرحمٰن ،تسلیم رضا بٹ ،رضوان الدین احمد صدیقی، حاجی عیش محمد رضوان سمیت متعدد حضرات نے شرکت کی۔ تقریب کی نظامت کے فرائض حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے انجام دیئے۔ آغاز مسجد نور ساہیوال کے قاری عتیق الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صوفی محمد شفیق عتیق نے تقدیس رسالت (ﷺ) و ختم نبوت پر نظم پڑھی۔

قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت مہنگائی اور بے حیائی کے فروغ کی ذمہ دار ہے۔ سیاسی قوتیں ملک کی بقاء چاہتی ہیں تو ''انڈر ہینڈ ڈیلنگ'' چھوڑ کر موجودہ فوجی حکمران اور اس کی ٹیم سے جان چھڑانے کے لیے اور آئندہ الیکشن میں اس سے بچنے کے لیے حقیقی بنیادوں پر تدبیر و حکمت کے ساتھ موثر لائحہ عمل اختیار کریں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ امریکی ایجنڈے کے مطابق پاکستانی حکمران دین اور اسلامی تہذیب و کلچر سے قوم

کو لاتعلق کرنے کے لیے مساجد و مدارس سے تعلق ختم کرنے پر لگے ہوئے ہیں لیکن جوں جوں دینی مراکز کی مخالفت بڑھی ہے ۔پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص مساجد و مدارس کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ مساجد و مدارس ہی اسلامی تعلیمات اور امن کی تربیت گاہیں ہیں۔ ہمارا مقصد جناب نبی کریم (ﷺ) کی سنت کے مطابق مخلوق کو خالق سے جوڑنا ہے۔انہوں نے کہا کہ توحید و ختم نبوت اور اسوۂ صحابہ (رضی اللہ عنہم) اجتماعیت و سلامتی کی ضمانت ہے۔کفر ہماری علامتوں کو مٹانے کی سازشیں کر رہا ہے اور ہم نے مساجد کو آباد کر کے اپنی علامتوں کو بچانے کی جنگ لڑنا ہے۔انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ اور آسمانی تعلیمات پر عدم تعاون کی فضا پیدا کرنے والا امریکہ اور اس کے حاشیہ برداروں کے ساتھ ہماری مزاحمت کی جنگ جاری رہے گی۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی پرعزم شہادت نے تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت (ﷺ) کو جلا بخشی ہے۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جان دے کر بھی ناموسِ رسالت (ﷺ) کا تحفظ کیا جائے گا۔انہوں نے کہا کہ عامر نفسیاتی مسائل کا شکار نہیں تھا بلکہ نشۂ عشق محمد ﷺ سے سرشار تھا۔اس نے تو اپنی منزل پالی ہے لیکن ہمارے حکمران جرمنی اور عالم کفر کی کاسہ لیسی اور تابع داری میں تمام حدود کراس کر چکے ہیں۔انہوں نے کہا کہ عالمی کفر اور پاکستانی حکمرانوں کی خام خیالی ہے کہ یہ جذبہ ماند پڑ سکتا ہے۔عامر عبدالرحمٰن چیمہ کی شہادت نے اس تحریک کے راستے کی مشکلوں کو آسان کرنے کے لیے ہی اپنا خون دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ عامر شہید کو تشدد کے ذریعے انسانی حقوق کے علمبرداروں نے قتل کیا ہے لیکن یہ خون ضرور اپنا رنگ لائے گا اور عشقِ رسالت (ﷺ) کا سچا اور سُچا جذبہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔

حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے کہا کہ مراکزِ ختم نبوت کے ذریعے پوری دنیا میں قادیانیوں کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا جائے گا اور عقیدے کی جنگ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

تقریب کے اختتام پر مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر کا قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور ممتاز علماء کرام اور زعماء نے سنگِ بنیاد رکھا۔اختتامی دعا پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری نے کرائی۔تقریب کے آخر میں تمام شرکاء کی مشروب اور بریانی سے تواضع کی گئی۔تقریب میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھرپور شرکت کی اور کامیاب تقریب پر منتظمین کو مبارک دی۔الرحمٰن سٹی کے ممبران چیچہ وطنی اور مضافات کے لوگوں کے علاوہ مختلف شہروں سے بھی مندوبین نے خصوصی شرکت کی۔مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے ناظم نشریات حافظ حکیم محمد قاسم نے روزنامہ ''پاکستان'' کو بتایا کہ مرکزی مسجد عثمانیہ کی تکمیل کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ رحمٰن سٹی میں مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر کی جلد از جلد باقاعدہ تعمیر کا آغاز کر دیا جائے گا اور دارالعلوم ختم نبوت کے بعض شعبے یہاں کام کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ نظریاتی و فکری کام کے تربیتی شعبہ جات بھی یہاں زیرِ غور ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ ایک مثالی مسجد اور سنٹر یہاں نہ صرف علاقائی و مقامی ضرورت کو پورا کرے گا بلکہ اسلام اور مغرب کی کشمکش کے حوالے سے یہاں ایسی علمی و تحقیقی درس گاہ قائم ہو گی جو ایسے افراد تیار کرے گی جو مستقبل کی مشکلات کو ملحوظ رکھ کر اپنا موثر لائحہ عمل تیار کریں۔خصوصاً میڈیا کے حوالے سے نوجوانوں اور طالب علموں کی تربیت کرنا ترجیحی بنیادوں

پر ہمارے پروگرام میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

عامر چیمہ کی شہادت پر حکومتِ پاکستان کا رویہ مجرمانہ ہے: سید محمد کفیل بخاری

رحیم یارخان (۲۱ رمئی) نبی کریم حضرت محمد ﷺ اپنی صفات میں کامل ہیں۔ نبی ﷺ کا مشاہدہ وعلم اورتقویٰ کامل ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے جامعہ قادریہ رحیم یارخان میں تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس کی صدارت صدر مجلس احرار اسلام حافظ محمد اشرف نے کی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر قاضی حفیظ الرحمٰن نے سرانجام دیئے اور تلاوت ایوارڈ یافتہ قاری عبدالقدوس خان نے کی۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے بنی نوع انسان کے سامنے دین اسلام پیش کیا۔ اسلام نہ علم کا محتاج ہے اور نہ عقل کا۔ اسلام ہی انسان کے علم اور عقل دونوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ نبی ﷺ اور عام انسانوں میں فرق یہ ہے کہ آپ ﷺ کے علم کا ذریعہ وحی ہے جبکہ عام انسان اپنی عقل پر انحصار کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقل کے تراشیدہ نظام دنیا میں ناکام ہو گئے ہیں اور انسانی مسائل حل کرنے سے عاجز ہیں۔ اسلام جو وحی کے ذریعے ہمیں پہنچا' بنی نوع انسان کے تمام مسائل حل کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ روشن خیال مذہب' دجل وفریب اور عقل کا شاخسانہ ہے۔ عامر چیمہ شہید نے ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے غازی علم الدین شہید کا کردار ادا کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے محبت کرنے والا شخص خودکشی نہیں کرسکتا۔ حکومتِ پاکستان کا رویہ مجرمانہ ہے۔ کانفرنس سے حافظ محمد اکبر اعوان، مولانا محمد اسحاق ظفر و دیگر نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں مجلس احرار اسلام رحیم یارخان کے رہنما حافظ عبدالرحیم نیاز چوہان، مولوی بلال احمد، مولوی محمد یعقوب، مولانا کریم اللہ، حافظ محمد زبیر بھی موجود تھے۔

پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے: سید محمد کفیل بخاری
امریکہ ایران پر حملہ کرتا ہے تو مرتا ہے' نہیں کرتا تب بھی مرتا ہے
عوام کو معاشی مسائل میں جکڑ دیا گیا ہے۔ مہنگائی سو گنا بڑھ گئی ہے

روزنامہ اسلام کو خصوصی انٹرویو

رحیم یارخان (۲۲ رمئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت نے عوام کو معاشی مسائل میں جکڑ دیا ہے، مہنگائی سو گنا بڑھ چکی ہے، پٹرول ڈالر کے ریٹ پر جارہا ہے اور پاکستان کا اقتصادی گھیرا تنگ کیا جارہا ہے، منافع بخش اداروں کو اونے پونے فروخت کیا جارہا ہے۔ اگر یہی حکومت برقرار رہی تو جنرل صاحب آخری اعلان' ملک برائے فروخت کا ہی کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اسلام بیورو آفس کے دورہ کے موقع پر اپنے ایک پینل انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ پہلے ملک کی جغرافیائی سرحدیں غیر محفوظ کی گئیں۔ اب نظریاتی سرحدوں کو بھی پامال کیا جارہا ہے۔ امریکی دباؤ پر نصابِ تعلیم کو جدید بنانے کی آڑ میں دینی تعلیمات سے خالی کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی قدروں کو صرف دینی مدارس ہی بچا سکتے ہیں۔ اس لیے مدارس کے نظام کو متاثر کرنے کے لیے مختلف

سازشیں کی جارہی ہیں۔سرکاری نصاب پہلے بھی ہمارا نہیں تھا اور اب بھی نہیں۔انہوں نے کہا کہ وانا آپریشن سے علیحدگی کی تحریک کوفروغ ملے گا۔غیر ملکی طاقتیں ہماری سرحدوں پر آ کر کھڑی ہوئی ہیں اور معیشت پر قابض ہوگئی ہیں۔انہوں نے کہا کہ مغرب کی سازش ہے کہ کہیں بھی اسلامی حکومت قائم نہ ہوسکے۔اس لیے عالمی کفر نے طالبان کی اسلامی حکومت کوختم کیا۔انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ اب ایران پر حملہ کرتا ہے تو مرتا ہے اور اگر نہیں کرتا تب بھی مرتا ہے۔حملے کی صورت میں امریکہ بکھرتا چلا جائے گا اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجائے گا۔امریکہ جتنے محاذ کھولے گا' اتنا ہی بکھرے گا۔

انہوں نے کہا کہ او آئی سی کے پلیٹ فارم کو فعال بنا کر فلسطین کی حماس حکومت سے تعاون کے لیے فنڈ قائم کرنا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ مسلمان حکمران مغرب کی جتنی بھی تابعداری کریں' وہ مسلمانوں کو اپنا دوست نہیں سمجھتے۔انہوں نے کہا کہ عوام نے مجلس عمل سے جو توقعات وابستہ کی تھیں' اُن کو ٹھیس پہنچی ہے۔متحدہ مجلس عمل اپنے ایجنڈے پر عمل کر کے عوامی اعتماد بحال کرے ورنہ آثار اچھے نظر نہیں آرہے۔ایم ایم اے نے سرحد و بلوچستان میں اپنی حکومتوں کے باوجود وانا وشمالی وزیرستان کے آپریشن پر کوئی مؤثر احتجاج نہیں کیا۔اسے اپنے اہداف کی طرف آگے بڑھنا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ میثاقِ جمہوریت بظاہر خوش آئند ہے لیکن دراصل ایک دوسرے کے جرائم کو تحفظ فراہم کرنے کا معاہدہ ہے۔مستقبل میں اس کے مثبت نتائج نہیں نکلیں گے۔نواز شریف اور بے نظیر پاکستان میں کیوں نہیں آتے۔لندن میں بیٹھ کر مذاکرات کیوں کررہے ہیں۔سیاست دانوں کی ناقص پالیسیوں کے نتیجے میں فوج نے اقتدار پر زبردستی قبضہ کیا۔فوج کو جنہوں نے راستہ دیا' وہی مجرم ہیں۔انہوں نے آئندہ ہونے والے عام انتخابات کے بارے میں کہا کہ ۱۹۷۰ء کے بعد جتنے بھی انتخابات ہوئے ہیں اس کے نتائج پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ امن وامان کی صورت حال مایوس کن ہے۔ملک کو پولیس سٹیٹ بنا دیا گیا ہے عوام کو تحفظ دینے کی بجائے عدم تحفظ سے دوچار کیا گیا ہے۔جعلی پولیس مقابلوں کے ذریعے لوگوں کو مارا جارہا ہے۔پولیس کے کلچر کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے زلزلہ کے حوالے سے کہا کہ زلزلہ زدگان کی امداد حکومتی اداروں کا ایک وقتی جوش تھا اور ہمارے ملک کے حکمرانوں نے تسلیم کیا ہے کہ دینی جماعتیں اور رفاہی ادارے سب سے پہلے پہنچے۔جسے مغربی ممالک نے بھی تسلیم کیا ہے اور آج بھی وہاں دینی ادارے کام کررہے ہیں۔''الرشید ٹرسٹ'' کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔مسلمانوں کو الرشید ٹرسٹ پر مکمل اعتماد ہے۔مجلس احرار نے بھی تمام شہروں سے عطیات جمع کر کے الرشید ٹرسٹ کے حوالے کیے۔انہوں نے کہا کہ مغرب جتنا زور لگالے' اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔دینی مدارس نے بہت محنت کی ہے۔ان شاء اللہ انہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ایم ایم اے نے لوگوں کو بیدار نہیں کیا۔اس لیے حکومت کے خلاف تحریک نہیں چلا سکتی۔اس موقع پر مجلس احرار کے دیگر رہنماء حافظ محمد اشرف، حافظ عبدالرحیم نیاز، مولانا محمد اسحاق ظفر، مولوی بلال احمد بھی موجود تھے۔

☆......☆......☆

سلانوالی (۲۳ مئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم

نبوت کے تحفظ کے بغیر ہماری کوئی بھی جدوجہد کامیاب نہیں ہوسکتی۔قرآن آخری کتاب، حضرت محمد ﷺ آخری نبی، اصحاب رسول رضی اللہ عنہم آخری جماعت اور امتِ محمدیہ آخری امت۔اسلام آخری اور مکمل دین' ضابطہ حیات ہے۔سید محمد کفیل بخاری مجلس احراراسلام کے زیراہتمام مسجد فاروق اعظم میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کررہے تھے۔انہوں نے کہا کہ مرزائیت عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔مجلس احراراسلام ۷۶ برس سے اس کے محاسبہ وتعاقب کی جدوجہد میں مصروف ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو تحفظ ختم نبوت مشن میں بہت ہی کامیابیاں عطاء فرمائی ہیں۔سید محمد کفیل بخاری نے عوام کو دعوت دی کہ وہ مجلس احراراسلام میں شامل ہوکر خالص دینی جدوجہد میں اپنے حصے کا کردار ادا کریں۔انہوں نے کہا کہ مجلس احراراسلام حضرت علامہ انورشاہ کشمیری، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علماء حق کی سرپرستی میں پروان چڑھنے والی جماعت ہے۔کانفرنس میں مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اسحاق ظفر بھی شریک ہوئے۔مجلس احرار کے مقامی کارکن حافظ شفیق الرحمٰن اور دیگر کارکنوں نے اعلیٰ انتظام کیا۔ممتاز نعت خواں محمد حنیف شاہد نے ہدیہ نعت پیش کیا اور محمد افضل حسینی نے بھی خطاب کیا۔

ماہانہ مجلس ذکرواصلاحی بیان

4 جون 2006ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکرواصلاحی بیان ہوتا ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

ماہنامہ القاسم کی تاریخی پیشکش

نویں خصوصی اشاعت

مولانا سید اسعد مدنیؒ نمبر

ترتیب ! مولانا عبدالقیوم حقانی

فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی پُرعزم زندگی، لازوال جدوجہد، قومی و ملی خدمات، قابل فخر کارنامے لائق تحسین کردار، انفرادی و اجتماعی ان گنت کارہائے نمایاں، سیرت و اعمال کے ہمہ جہتی پہلوؤں پر مشتمل

ایک پورے عہد کی ترجمان دستاویز

معرکۃ الآراء تحریریں، گرانقدر مضامین، تفصیلی تجزیئے، تأثرات و مشاہدات، ملی و قومی خدمات، فروغ اسلام کیلئے انتھک جدوجہد کی تاریخ، فرقِ باطلہ کا تعاقب اور مغربی سامراج کا مقابلہ، علمی مقام اور روحانی عظمتِ شان

چند لکھنے والے

مولانا سید ارشد مدنی، مولانا سید اسجد مدنی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا نور عالم خلیل امینی، مولانا اسجد قاسمی، مولانا زاہد الراشدی، قاضی حسین احمد، مولانا محمد سلمان منصور پوری، مولانا محمد یحیٰی قاسمی، مولانا راشد الحق سمیع حقانی، مولانا مفتی محمود زبیر، مولانا مجاہد الحسینی، سید مفتی محمد مظہر اسعدی، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد زاہد شاہ ڈیروی مولانا ابوبکر غازی پوری اور ان جیسے دیگر اکابر و مشائخ اور اہلِ قلم حضرات کی گراں قدر رُشحاتِ قلم

۴۰۰ صفحات سے زائد، عمدہ طباعت، مضبوط جلد بندی، قیمت صرف ۳۰۰ روپے
اسی رقم میں آپ ماہنامہ القاسم کے ایک سال کے لئے خریدار بھی بن جائیں گے

ماہنامہ القاسم، جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق نوشہرہ سرحد پاکستان
فون : 0923-630237
فیکس :630094

اہم مطبوعات

حیات امیر شریعتؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کے سوانحی حالات و واقعات

مصنف: جانباز مرزا مرحوم ★ قیمت -/150 روپے

آزادی کی انقلابی تحریک

جنگ عظیم 1939ء کی فوجی بھرتی کے خلاف

مجلس احرار اسلام کی عظیم تحریک پر پہلی تحقیقی کتاب

مؤلف: محمد عمر فاروق ★ قیمت -/150 روپے

ماہنامہ "نقیبِ ختم نبوت" امیر شریعت نمبر

سید الاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات اور خدمات پر ممتاز اہل قلم کی یادگار تحریریں

قیمت: 300 روپے

اقبالیاتِ شورش

ہفت روزہ "چٹان" میں علامہ اقبال پر لکھے گئے آغا شورش کاشمیری کے

ادبی، تنقیدی، علمی و فکری اور تجزیاتی مضامین کا نادر مجموعہ

مرتب: مولانا مشتاق احمد قیمت: -/160 روپے

احکام و مسائل

فرضیت و تاریخ جمعہ و عیدین ★ نکاح، عقیقہ کے خطبات و مسائل

نماز استسقاء، قنوت نازلہ، فطرانہ، صدقہ اور زکوٰۃ و عشر کے مسائل

پر ایک شاہکار تحقیقی کتاب قیمت -/250 روپے

مؤلف: جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاریؒ

مکاتیبِ امیر شریعتؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے

جیل سے لکھے گئے بیٹی کے نام خطوط

حواشی: بنت امیر شریعت

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قیمت: /20 روپے

مؤلف: مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹی

پاکستان کیا ہوگا؟

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

کا اردو پارک دہلی میں یادگار خطاب

قیمت: 10 روپے

عقیدۂ ایصالِ ثواب

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قیمت: /20 روپے

مؤلف: مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹی

خواجہ عبدالرحیم عاجز

احوال و کلام

ایک تاریخی دستاویز مطبوعہ و غیر مطبوعہ کلام

تحقیق: ڈاکٹر شاہد کاشمیری قیمت -/200 روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان فون: 061-4511961

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No:32

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ — امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بانی

سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے **جامعہ بستانِ عائشہ** میں حفظ وناظرہ وقرآن، درسِ نظامی اور پرائمری شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

دارالقرآن — دارالحدیث

دارالمطالعہ — دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

2004ء میں مدرسہ سے ملحق ایک مکان خریدا گیا جس میں اب دارالقرآن، دارالحدیث اور دارالمطالعہ کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ احباب سے اپیل ہے کہ حسبِ سابق نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

Designed by 0321-6358191